زینب

لجنہ اماءاللہ ناروے
اپریل تا جون ۲۰۲۰

واجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

ایل۔ایس : 6941

تاریخ: 4.6.2020

مکرمہ صدر لجنہ اماء اللہ ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے رپورٹ ماہ مارچ 2020 ومسودہ کتب برائے ناصرات موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ اس دوران شوریٰ کی تجویز کے تحت اجلاسات میں سیرت حضرت محمد ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر مضامین پڑھے گئے۔ ناصرات کی کلاس میں قرآن کریم کا تلفظ، ترتیل، نصاب میں دی گئی احادیث و دعائیں سکھائی گئیں نیز مجالس میں یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ شعبہ اشاعت نے زینب رسالہ کا ششماہی نمبر سیرت ﷺ شائع کیا۔ لجنہ جوبلی کے کاموں میں انبیاء پر کتب کی اشاعت کے تحت 2 کتب حضرت نوحؑ وحضرت موسیٰؑ کا مسودہ بھجوایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت مفید بنائے اور آپ کی مساعی قبول فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

[signature]

خليفة المسيح الخامس

اداریہ

مالی قربانی

گزشتہ دنوں ماہِ رمضان کے بابرکت ایّام میں ہماری بہنوں اور بچیوں کو ایک اور رنگ میں اپنے گھروں میں رہتے ہوئے عبادت اور دعاؤں کی توفیق نصیب ہوئی۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ سخاوت عام دنوں میں تو دیکھی جاتی تھی لیکن رمضان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ایک تیز ہوا یا آندھی کی طرح نظر آتی تھی۔ مالی قربانی بھی عبادت ہے جس کی طرف ماہِ رمضان نے ہماری توجہ کو مبذول کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ”کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لیے اسے کئی گنا بڑھائے۔ اور اللہ (رزق) قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“ (البقرہ:246)

اسی طرح فرمایا: ”ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔“ (البقرہ:262)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے استفسار فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جسے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ ایک مومن کا مال تو وہی ہے جو اس نے (آخرت کے زادِ راہ کے لیے) آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے (پسِ مرگ) اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔“ (سنن نسائی، مشکوۃ)

اگر اس حدیث پر غور کریں تو ہمارا مال تو وہی ہے جو ہم نے اللہ کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں آگے بھیج دیا۔ باقی رہنے والے مال کے تو ہم وارث ہی نہیں رہتے بلکہ وہ تو پیچھے رہنے والوں کا ہو جاتا ہے تو پھر کیوں نہ اسے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور خود اپنے ہاتھوں سے پیش کر کے اپنی دنیا اور عاقبت سنوار لیں کیونکہ اس کی برکت سے وہ پیچھے رہنے والوں کو بھی بے حساب دے گا۔

میری پیاری بہنو! مسجد کی تعمیر ہو یا کوئی اور خدمت، ہماری جماعت کا ہر فرد اور خاص طور پر لجنات قربانی کے ہر میدان میں ہمیشہ سب سے آگے قدم بڑھانے والی ہیں اور وہ ایسے موقع میں کبھی پیچھے نہیں رہتیں۔ ہماری مسجد کی تعمیر کے دوران انہوں نے مالی قربانی کے عظیم الشان نمونے پیش کر کے سنہری باب رقم کیے ہیں جو ہماری آئندہ نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

یاد رکھیں! ترقی کرنے والی قوموں کے قدم ہمیشہ وقت کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتے ہیں، رک نہیں جایا کرتے۔ ابھی ہمارے ترقی کے بہت سے منصوبے باقی ہیں جن کو بفضل تعالیٰ ہم نے ہی پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے جس میں ایک منصوبہ گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے قیام اور ضیافت کا انتظام ہو گا۔ ان شاء اللہ

اور اب ضرورت ہے کہ اس کام کے لیے ہم دعا بھی کریں اور عملی طور پر اپنے مالوں کو اپنے خدا تعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے پیش کریں۔ ہم سب اس بات کی عینی شاہد ہیں کہ جب بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کیا ہمیں کئی گنا بڑھا کر ہمارے پیارے مولیٰ نے واپس لوٹایا ہے، نہ صرف فراخیٔ رزق کی صورت میں بلکہ بچوں کی عظیم الشان تعلیمی ترقی کی صورت میں بھی ہم اس کے انعام و اکرام کی بارش اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے دینے کے رنگ مختلف ہیں۔ یاد رکھیں کہ وہ قربانی کرنے والوں کی قربانی کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا بلکہ بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ کیا آپ سب کی گزشتہ قربانیوں کے بعد ہم میں سے کسی نے کسی کو غریب یا تنگ دست ہوتے دیکھا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ سو اب بھی خرچ کرنے سے مال میں ہرگز کمی نہیں آئے گی بلکہ مال بڑھے گا۔ اس زندگی میں بھی اور آخرت تک یہ نیکی پھل لاتی رہے گی۔ سو مال وہی اچھا جس کو اپنے ہاتھ سے خرچ کیا جائے اور اللہ کی خوشنودی کو حاصل کیا جائے۔ ورنہ جو پیچھے چھوڑ دیا وہ مال تو ویسے بھی ہمارا نہیں رہتا۔ اس لیے اپنے ہاتھ سے اس منصوبے کے لیے مالی قربانی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
حدیث نبوی ﷺ	2
کلام الامام	3
نظم	4
خطبہ جمعہ	5
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام علیک الصلوٰۃ علیک السلام	13
جنت ماں کے قدموں تلے ہے	15
خلیفہ خدا بناتا ہے	18
پنجوقتہ نماز کی اہمیت اور برکت	23
حلال و حرام اور طیّب	25
دعا	27
ابو القاسم خلف بن العباس الزاہراوی (Albucasis)	28
نظم	30
شوریٰ کی تجویز از شعبہ تربیت	31
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش	32
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کینیڈا کے واقفاتِ نو کی کلاس	35
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	37
پکوان	38
صحت کارنر	39
دعائیہ اعلانات	42
سالانہ کارکردگی مجالس	44
ناصرات کارنر	47

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ

محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت

منصورہ نصیر

نائبہ سیکرٹری اشاعت

صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن

مہرین شاہد

پروف ریڈنگ حصہ اردو

عفیفہ نجم

طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنر

فاکہہ چوہدری

ضویا سامہ شاہد

ماہم نعیم

پرنٹنگ

شمسہ خالد

شائع کردہ

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Baitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

kontakt@ahmadiyya.no

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

القرآن الکریم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لیے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ یہی بدکردار لوگ ہیں۔ آگ والے اور جنّت والے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنّتی ہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

(الحشر، 19 – 21)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ کُنْ وَرِعًا تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَکُنْ قَنِعًا تَکُنْ اَشْکَرَ النَّاسِ وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَاَقِلَّ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوہریرہ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کر، تو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔ قناعت اختیار کر، تو سب سے بڑا شکر گزار شمار ہوگا۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو تو صحیح مومن سمجھے جاؤ گے۔ جو تیرے پڑوس میں بستا ہے، اس سے اچھے پڑوسیوں والا سلوک کرو تو سچے اور حقیقی مسلم کہلا سکو گے۔ کم ہنسا کرو کیونکہ بہت زیادہ قہقہے لگا کر ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 158 – 159 ایڈیشن 2003ء)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی ہے اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے مگر صرف زمینی کوششیں کافی نہیں۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے۔ یہ بلا اسی کے ارادے سے ملک میں پھیلی ہے۔ کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنے رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کرے گی اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں۔ سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہیے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہو جائیں۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 182، اشتہار نمبر 243)

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بلا کے دور کرنے کے لیے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا رک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرے کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 394، اشتہار نمبر 188)

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرط لقا ہے

یہی آئینہ ٔ خالق نما ہے
یہی اک جوہرِ سیفِ دعا ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہی اک فخر شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو، یہی دارالجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(از درّ ثمین، صفحہ 48 – 49، ایڈیشن 1996ء)

خطبہ جمعہ

بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 9 جون 2017ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے روزوں اور رمضان کا جو مقصد بیان فرمایا ہے وہ دلوں میں تقویٰ پیدا کرتا ہے اور اس حوالے سے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کیے تھے کہ اس کے حصول کے لیے کیا طریق ہیں اور ہمیں کس طرح یہ اختیار کرنے چاہییں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ہمارے دلوں میں بٹھانے کے لیے مختلف جگہوں پر اس کی مزید تفصیلات بیان فرمائی ہیں تا کہ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے اور ہمارے ہر عمل اور خُلق سے اس کا اظہار ہونے لگے کیونکہ اگر تقویٰ نہیں تو کسی بھی قسم کی نیکی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو، نہیں ہو سکتی۔ ہر انسان عارضی اور وقتی نیکیاں کسی وقتی جوش اور وجہ سے کر لیتا ہے لیکن اس میں باقاعدگی تبھی آتی ہے جب حقیقی تقویٰ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے متّقی ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ عبادت کرنے والا ہو یا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہا ہو بلکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا کہ متّقی وہ ہے جس کا اخلاقی معیار بھی اعلیٰ ہو اور وہ اپنے اخلاق سے دوسروں پر اپنی نیکی اور تقویٰ کا اثر قائم کرے۔

چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ: ”اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہے۔“ (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 128، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی ہمیشہ ظاہر کی جائے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مالِ حرام

سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق کا اظہار کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ۔ (المؤمن:97)

فرمایا: ایک تو یہ کہ برائیوں سے بچنا تقویٰ ہے۔ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا تقویٰ ہے جس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو گا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہو گی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔“

فرماتے ہیں ”یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدامِ قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی پر بھی اثر پڑتا ہے“۔ فرماتے ہیں ”کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ (فارسی) لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش (کہ مہربانی سے پیش آؤ تو بیگانے بھی تمہارے حلقہ احباب میں شامل ہو جائیں گے)۔“ (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 81، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ اصولی بات ہے جو ہمیشہ ہمیں پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کے تابع کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہو۔ پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اخلاق سے کیا مراد ہے اور ان کا مقصد کیا ہے؟ جو اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اور ہمارے سامنے ان اخلاق کا نمونہ کیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”اوّل اخلاق جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔“ (جو اخلاق انسان کو انسان بناتے ہیں ان سے صرف اتنی مراد نہیں ہے کہ تم دوسروں سے نرمی سے پیش آؤ)۔ فرمایا: **”خُلق اور خَلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ جیسے کان ناک یہاں تک کہ بال وغیرہ بھی خَلق میں شامل ہیں اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ ایسا ہی باطنی قویٰ جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں یہاں تک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔“**

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔ اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلق میں فرق آجاوے تو صورت ہی رہتی ہے۔ انسان بننے کے لیے تو اعلیٰ اخلاق ضروری ہیں اور اگر خُلق اچھا نہیں، اگر ان میں فرق آجاتا ہے تو پھر ظاہری صورت انسان کی رہ جاتی ہے اور جو اصل انسانیت ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔“

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے، صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔ (کوئی پاگل ہو تو ظاہری صورت سے وہ انسان کہلاتا ہے لیکن اس کی عقل بالکل نہیں ہے اور جو انسانوں میں عقل ہوتی ہے وہ اس سے عاری ہو جاتا ہے)۔ پس اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی ہے اور وہ رضا جوئی کیا ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی میں مجسّم نظر آتا ہے۔ اخلاق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے وہ جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے ہر پہلو سے ہمیں نظر آتا ہے کا حصول ہے۔ (یہ ہمارا مقصد ہونا چاہیے۔ اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے) اس لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

خشت اوّل چوں نہد معمار کج   تا ثریّا مے رود دیوار کج

کہ اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی لگادے تو اس سے بننے والی دیواریں جو ہیں وہ آسمان تک پھر ٹیڑھی ہی جائیں گی۔“ (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 132، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہیے۔ اکثر آدمیوں کو مَیں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ

کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں (بڑے سخی ہیں، لوگوں کو دیتے بھی ہیں) لیکن ساتھ ہی غصہ ور اور زود رنج بھی ہوتے ہیں۔ غصہ میں فوراً آجاتے ہیں۔ بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں یعنی بڑے حلیم ہیں، نرم مزاج ہیں لیکن کنجوس ہیں۔

بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو ان میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے۔ (یا تو غصہ میں آ گئے تو انکساری اور عاجزی کوئی نہیں۔ اگر انکساری اور عاجزی دکھائیں گے تو پھر جہاں بہادری کی ضرورت ہے وہ خُلق ان میں ختم ہو جاتا ہے)۔"

پھر آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ زندگی کے ہر میدان میں آپ ﷺ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جن پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔"

آنحضرت ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ "ایک وقت ہے کہ آپ ﷺ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایسی تقریر اور ایسی فصاحت بیانی ہے کہ بڑا مجمع جو ہے متاثر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ ﷺ کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔"

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشّان درخت کی ہے جس کے سائے میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرے۔ اس کا پھل، اس کا پھول، اس کی چھال، اس کے پتے غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔"

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کے خُلق کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ "لڑائی میں سب سے زیادہ بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت ﷺ کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپ ﷺ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے"۔ فرماتے ہیں کہ "ایک وقت آتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں (خُلق کا یہ اظہار ہے) اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بخشتے؟ (پھر ایک اور رنگ ہے) اگر حکومت کا رنگ نہ ہوتا تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ ﷺ واجب القتل کفارِ مکہ کو باوجود مقدرت انتقام کے بخش دیتے (قدرت رکھتے ہیں، طاقت ہے، اس کے باوجود بخش دیا) جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور ﷺ اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں جب وہ سامنے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ مَیں نے آج تم کو بخش دیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاقِ فاضلہ حضور ﷺ کے کیونکر ظاہر ہوتے۔ کوئی ایسا خُلق بتلاؤ جو آپ ﷺ میں نہ ہو اور پھر بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 132 – 134، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ کامل نمونے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کے اُسوہ کی تم بھی حتّی الوسع، اپنی طاقت اور اپنی استعدادوں کے مطابق پیروی کرو۔ اس اسوہ کی پیروی کرنے کے لیے کوشش کرنی ہوگی۔ صرف یہ کہہ دینا کہ اس اسوہ پر ہم کس طرح چل سکتے ہیں؟ یہ کافی نہیں ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول کا وہ اسوہ ہے جو بڑے اعلیٰ نمونے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی تم نے پیروی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنانے کا حکم دیا ہے تو پھر اس کے لیے کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دعا سے کام نہ لے گا وہ غمزہ جو دل پر پڑ جاتا ہے دور نہیں ہو سکتا (وہ سختی اور تاریک روک جو دل میں پیدا ہو گئی ہے وہ دور نہیں ہو سکتی جب تک مجاہدہ نہ کرو، جب تک دعا نہ کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی کوشش اور دعا دونوں ضروری ہیں)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ (الرّعد:12)

یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے، ہمت نہ کرے، شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو"۔ فرماتے ہیں "یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لا تبدیل سنت ہے جیسے فرمایا **وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا**۔ پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب کہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 137، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے اخلاق جتنے بھی گرے ہوئے ہوں اگر اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی فرمایا کہ اس کے لیے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں حکماء کے نظریات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "حکماء کے تبدیل اخلاق پر دو مذہب ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیل اخلاق پر قادر ہے اور دوسرے وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ وہ قادر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں (سستی نہ دکھاؤ، مجاہدہ کرو تو اخلاق بہتر ہو سکتے ہیں) فرمایا کہ مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے: کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس ایک آدمی آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔ افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوشِ چہرہ کو معلوم نہ کر لیتا تھا اندر نہیں آنے دیتا تھا اور وہ قیافہ سے استنباط کر لیتا تھا کہ شخص مذکور کیسا ہے، کس قسم کا ہے؟ نوکر نے آکر اس شخص کا حلیہ حسبِ معمول بتلایا تو افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ چونکہ تم میں اخلاقِ رذیلہ (گھٹیا اخلاق) بہت ہیں، مَیں تمہیں نہیں ملنا چاہتا۔ اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے مگر میں نے اپنی عادتِ رذیلہ کا قلع قمع (ختم کرنا) کر کے اصلاح کر لی ہے۔ اس پر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلا لیا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔"

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ نہیں کرتے۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 137 - 138، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخلق کا زمانہ آتا ہے یعنی کہ کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے جسم کی ظاہری بناوٹ میں جسے بڑھاپا کہتے ہیں، اس وقت آنکھیں اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں اور کان شنوا نہیں ہو سکتے۔ غرض کہ ہر ایک عضوِ بدن اپنے کام سے عاری اور معطّل کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یاد رکھو کہ پیرانہ سالی (بڑھاپا) دو قسم کی ہوتی ہے۔ طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ یعنی ظاہری جسم کا بڑھاپا۔ غیر طبعی وہ ہے کہ کوئی اپنی امراضِ لاحقہ کا فکر نہ کرے تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سال بنا دیں۔ **جیسے نظامِ جسمانی میں یہ طریق ہے ایسا ہی اندرونی اور روحانی نظام میں ہوتا ہے۔ جس طرح ظاہری نظام میں دو طرح کے بڑھاپے ہیں اسی طرح اندرونی اور روحانی نظام میں بھی دو طرح کے بڑھاپے ہیں۔ اگر کوئی اپنے اخلاق فاسدہ (برے اور گندے خیالات) کو اخلاقِ فاضلہ اور خصائلِ حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔** رسول کریم ﷺ کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بداہت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے تو بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے۔ اگر ایسی بے نیازی سے زندگی بسر کرے جیسی کہ ایک بوڑھا کرتا ہے تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 136 - 137، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پس آج کل سستی دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اس ماہ میں اخلاق کی بہتری کی طرف بھی ہر ایک کو توجہ دینی چاہیے اور دوسری کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ اگر اس ماحول کے باوجود توجہ نہ کی تو

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو پھر انسان بڑھاپے کی حالت میں چلا جائے گا اور اس میں زندگی کا خاتمہ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور انسان بغیر تقویٰ کے حاضر ہوتا ہے۔

پھر حصولِ اخلاق کے لیے توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”توبہ دراصل حصولِ اخلاق کے لیے بڑی محرّک اور مؤیّد چیز ہے۔ اعلیٰ اخلاق بھی توبہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ توبہ صرف یہ نہیں کہ گناہوں سے معافی مانگ لی بلکہ اگر اعلیٰ اخلاق پہ چلنا ہے، ان کو حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے بھی توبہ بڑی ضروری ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے یعنی جو شخص اپنے اخلاقِ سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔ بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔

ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں یعنی ان خیالاتِ فاسدہ کو دور کر دیا جائے جو ان خصائل رویہ کے محرّک ہیں۔ جو رد کرنے کے لائق چیزیں ہیں، عادتیں ہیں، بیہودہ خیالات ہیں، بد اخلاقیاں ہیں ان کو دور کرنے کے لیے پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ انہیں کس طرح دور کرنا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تصوّرات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ انسان جب کسی چیز کا تصوّر کرتا ہے تو اس کا انسان کی طبیعت پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے کیونکہ حیطہ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوّری صورت رکھتا ہے۔ پس توبہ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالاتِ فاسدہ و تصوّراتِ بد کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہو تو اسے توبہ کرنے کے لیے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے اور اس کی تمام خصائلِ رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے تصوّرات کا اثر بہت زبردست ہے اور مَیں نے صوفیوں کے تذکروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصوّر کو یہاں تک پہنچایا کہ انسان کو بندر یا خنزیر کی صورت میں دیکھا۔ غرض یہ ہے کہ جیسا کوئی تصوّر کرتا ہے ویسا ہی رنگ چڑھ جاتا ہے۔ پس جو خیالات بد لذّات کے سمجھے جاتے ہیں ان کا قلع قمع کرے۔“

”دوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشس اپنے اندر یہ قوّت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے مگر بدبخت انسان اس کو معطّل چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر جو ایک صلاحیت رکھی ہوئی ہے اس سے کام نہیں لیتا۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذّات عارضی اور چند روزہ ہیں اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذّت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جب کہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے آخر ان سب لذّاتِ دنیا کو چھوڑنا ہو گا۔ پس جب کہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذّات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل۔“

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اوّل اقلاع کا خیال پیدا ہو یعنی خیالاتِ فاسدہ و تصوّراتِ بیہودہ کا قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کیے پر پشیمان ہو۔“

”تیسری شرط عزم ہے یعنی آئندہ کے لیے مصمّم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ سیئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاقِ حسنہ اور افعالِ حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ اس پر قوّت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوّتوں کا مالک وہی ہے جیسے فرمایا اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ ساری قوّتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور انسان ضعیف البنیان اور کمزور ہستی ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اس کی حقیقت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے قوّت پانے کے لیے مندرجہ بالا ہر سہ شرائط کو کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مستعد ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ تبدیل اخلاق کر دے گا۔“

پھر ان برے اخلاق کو چھوڑنے کے لیے جو کوشش کرتا ہے اور جو چھوڑتا ہے اس کی ایک بہادر سے مثال دیتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ہماری جماعت میں شہ زور اور

پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوّت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لیے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ اصلی بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمّت اور قوّت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوّت اور دلیری ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 138 – 140، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اخلاق حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کو سب سے بڑا قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا جیسے فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔ (القلم:5)

یوں تو آنحضرت ﷺ کے ہر قسم کے خوارق قوّتِ ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر آپ ﷺ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اوّل ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔"

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاقِ سیئہ کو چھوڑ کر عاداتِ ذمیمہ کو ترک کر کے خصائلِ حسنہ کو لیتا ہے اس کے لیے وہی کرامت ہے۔ مثلاً **اگر بہت ہی سخت تند مزاج اور غصہ ور ان عاداتِ بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو اختیار کرتا ہے یا امساک کو چھوڑ کر حسد کی بجائے سخاوت اور ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے اور ایسا ہی خودستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کرامتی بن جاوے۔ مَیں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔** انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دور تک پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ مومن کو چاہیے کہ خَلق اور خالق کے نزدیک اہلِ کرامت ہو جاوے۔" (اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی اور اللہ کے نزدیک بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے، عاجزی پیدا کر کے، خود پسندی کو چھوڑ کر انکساری اختیار کر کے، سخاوت کی عادت پیدا کر کے، حسد کی عادت کو چھوڑ کر ہمدردی کی عادت پیدا کر کے ایک اہلِ کرامت ہو جائے۔ یہ خوبیاں اختیار کرے اور برائیاں چھوڑے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی اور اللہ کے نزدیک بھی کرامت ہے)۔ فرمایا کہ "بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی"۔ پس فرماتے ہیں کہ "بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دینِ حق کو قبول کر لیا۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 141 – 142، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

"ایک مجلس میں مسجد میں بیٹھ کے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما رہے تھے تو چند سکھ فقیرانہ لباس میں آئے۔ نشہ چڑھا ہوا تھا ان کو۔ وہ بھی اس مجلس میں آ گئے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ انہوں نے آ کر ایسی بکواس کی کہ ممکن تھا کہ اس بہشتی مجلس میں بھنگ پڑے، کچھ بے چینی پیدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ مگر ہمارے صادق امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عملی نمونے سے یہ اخلاقی کرامت دکھائی جس کی ہدایت فرما رہے تھے جس کا اثر سامعین پر ایسا پڑا کہ اکثر ان میں سے چلّا چلّا کر فرطِ جوش سے رو پڑے اور وہ شریر آخر پولیس کے ہاتھ جا کر پٹے۔ پولیس نے آ کر ان کو پکڑ لیا اور پھر ان کی پٹائی کی جس سے کہتے ہیں ان کا نشہ ہرن ہو گیا۔" (ماخوذ از ایڈیٹر، عبارت حاشیہ، ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 142، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر ایمان لانے کے مختلف وجوہ کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم ﷺ کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے بلکہ وہ لوگ آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپ ﷺ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ **اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کا یہی مفہوم ہے اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔** کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا۔ خصوصاً آج کل کے

زمانے میں۔ لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص با اخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں"۔ فرمایا "اخلاقِ حمیدہ کی زد ان لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پا سکتے"۔ فرماتے ہیں کہ "بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر۔ مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاقِ فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 81 - 82، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

آج کل بھی بے شمار لوگ جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لیے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہیں اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لیے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پر نظر رکھنی چاہیے۔

ایمان کا طریق کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوّت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ جتنی طاقت سے اپنا زور لگانا، اس کو خرچ کرنا اور اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، ایمان حاصل کرنے کا یہ طریق ہے۔" فرماتے ہیں کہ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لیے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا رد نہیں کرتا۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدقِ نیّت سے مانگو۔" فرماتے ہیں کہ "میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ہی اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی بننا چاہتا ہوں تو یہ یاد رکھے کہ شیطان اسے دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کرامت سے عجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ہوتی ہے۔ مَیں تمہیں پھر کہتا ہوں کہ عجب اور پندار تو کرامتِ اخلاقی میں داخل ہی نہیں۔ پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو یہ کروڑہا مسلمان جو روئے زمین کے مختلف حصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے، جبر و اکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔" فرماتے ہیں "کرامتیں انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے۔ انہوں نے جو مسلمان ہوئے صرف راستبازوں کی کرامت ہی دیکھی اور اس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا نہ کہ تلوار کو دیکھا"۔ فرماتے ہیں کہ "بڑے بڑے محقّق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ اسلام کی سچائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 145 - 146، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اخلاق بھی رزق کی طرح ہیں اور ان کا اظہار اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق کے خرچ کرنے کی طرح ہے اور یہ بھی تقویٰ کا ایک عملی جزو اور حصہ ہی ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "عام لوگ رزق سے مراد اشیائے خوردنی لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ فرمایا کہ جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے۔ علوم و فنون وغیرہ سے معارف حقائق عطا ہوتے ہیں۔ جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو، سب رزق ہے۔ ساری چیزیں رزق میں شامل ہیں۔ بندے کی صلاحیتیں، اس کے اخلاق، اس کا مال، ہر چیز۔ فرمایا کہ رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاقِ فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں۔ علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔" (کنجوسوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ہر ایک جو کسی بھی طرح اپنے پاس اس میں جو صلاحتیں ہیں یا مال ہے اس کو چھپاتا ہے وہ کنجوس ہے، بخیل ہے) فرمایا "محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جاوے گی یا آمدنی میں فرق آ جائے گا شرک ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے۔

اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاقِ فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ (جو اخلاق اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیے ہیں پہلے تو وہ اخلاق حاصل کرے پھر ان اخلاق کا اظہار لوگوں کے سامنے کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رزق کا جو اس نے اس کو دیا، دینے کا اظہار ہے) فرمایا کہ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب انسان اپنے اخلاق دکھانے کے نمونے قائم کرے گا تو لوگ بھی پھر با اخلاق ہونے کی کوشش کریں گے۔" فرماتے ہیں کہ "اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں۔ بلکہ شجاعت، مروّت، عفت، جس قدر قوّتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں۔ ان کا بر محل استعمال کرنا ہی ان کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 435 - 436، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

اپنی جماعت کے افراد کو اعلیٰ اخلاق پر فائز ہونے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افتراء غیظ و غضب میں مبتلا ہیں۔ کیا یہ ان کے لیے باعثِ ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں آتا ہے اور اسی لیے آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو امّہات المؤمنین کہا ہے۔ گویا کہ حضور ﷺ عامة المؤمنین کے باپ ہیں۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیاتِ ظاہری کا باعث، مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور مرکزِ اصلی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ طوائف کے ہاں جاوے؟ اور قمار بازی کرتا پھرے؟ شراب پیوے یا ایسے افعالِ قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔ فرماتے ہیں: مَیں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس فعل کو پسند کرے لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خَلق بند نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لیے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔

فرماتے ہیں: **جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔** فرماتے ہیں: یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لیے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔ اگر مَیں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ مَیں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں" (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 146 - 147، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارے ہر عمل سے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اپنے اندر اخلاقی تبدیلیاں پیدا کی ہیں، پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور پھر لوگوں کو یہ بتائیں بھی اور یہی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور ہر وقت اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہی اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

(https://w.w.w.alislam.org/urdu/khutba/2017-06-09/)

محمد ﷺ ہی نام اور محمد ﷺ ہی کام علیک الصلوٰۃ علیک السلام

(امتہ النور منعم ۔ مجلس بیت النصر)

پیارے آقا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان انعام تھے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو سب انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دے کر اپنی محبت کو پانے کی راہیں کھول دیں اور خود آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کہلوایا کہ ”میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور میری بہت اچھی تربیت کی ہے“۔ کسی نے کیا سچی بات کہی ہے کہ ”ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں“۔ (جمع الجوامع المعروف، 'الجامع الکبیر' جزء17 صفحہ 375)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دِل پر اپنا کلام قرآنِ کریم نازل کیا اور آپ ﷺ کے مذہب کا نام اسلام رکھ کر یہ خوشخبری سنا دی کہ امن اور سلامتی کی راہ صرف اور صرف پیارے نبی ﷺ کی بتائی ہوئی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا نام محمد ﷺ رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اندر وہ سب طاقتیں، محبتیں اور صلاحیتیں رکھ دیں جو محمد نام کا مستحق بنا دیتی ہیں اور خود قرآن کریم میں چار مرتبہ آپ ﷺ کو نامِ محمد سے پکارا اور آپ ﷺ کے اندر ایسی عظیم الشّان برکت رکھ دی کہ جس نے بھی اس نور سے حصہ پایا وہ نورانی وجود بن گیا۔

نبیوں کے آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے بندوں کی تربیت کر کے ان کو خدا تک پہنچنے کے راستے دکھائیں۔ ان کے دلوں کو پاک کریں اور پھر اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے رب کو پالیں۔ ہمارے پیارے آقا کا مبارک وجود، آپ ﷺ کی زندگی، آپ ﷺ کی تعلیمات، آپ ﷺ کے ارشادات خدا تعالیٰ کو پانے کی طرف ہی لے جاتے ہیں۔ پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق و کردار ایسے پاکیزہ اور ایسے حسین تھے کہ خدائے ذوالعرش نے آپ ﷺ کے اخلاق کی گواہی دیتے ہوئے سورۃ القلم آیت 5 میں فرمایا: **اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ**۔ کہ اے محمد ﷺ تو اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر فائز ہے۔

ہمارے پیارے آقا ﷺ جس قوم کی طرف بھیجے گئے وہ کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھی۔ خود قرآنِ کریم نے اُس زمانہ کی خطرناک حالت کا تذکرہ سورۃ الرّوم آیت 42 میں یوں فرمایا کہ **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ** کہ خشکی اور تری میں بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ ایسے وقت میں جب کہ خانہ کعبہ جو توحید کے قیام کے لیے بنایا گیا تھا 360 بتوں سے بھر دیا گیا تھا اور سارا عرب عیاشی اور بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی جانب سے اس پاک نبی کو بھیجا اور قرآنِ کریم میں اِن الفاظ میں خوشخبری دی کہ **وَالَّذِىْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا**۔ (**الزُّخرُف**:12)

ترجمہ: اور وہ جس نے اندازہ کے مطابق آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے ہم نے ایک مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔

اس بات سے یہی مراد تھی کہ حیوانوں کی طرح زندگی گذارنے والی اقوام اس پاک نبی ﷺ کے فیضِ روحانی سے فیضیاب ہو کر اپنے اندر ایک روحانی انقلاب برپا کرلیں گی۔ 23 سال کے مختصر عرصہ میں خدا کے اس پاک نبی ﷺ نے اس بگڑی ہوئی قوم کی ایسی پاکیزہ تربیت کی کہ انہوں

نے اپنے خون سے اپنے ایمانوں پر مہر ثبت کردی: "نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نور تھے"۔

ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے خود خوبیوں اور نیکیوں کا نمونہ بنے اور پھر دنیا کو اس کا درس دیا۔ یہ ذریعہ بے شک بہت مشکل ہے لیکن سب سے زیادہ بااثر بھی ہے۔ ہر موقع پر، ہر نازک موڑ پر، ہر خطرناک گھڑی میں رسولِ کریم ﷺ نے ایسا حسین اسوہ قائم فرمایا جس کی روشنی رہتی دنیا تک ہماری اور ہماری نسلوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

جنگوں کے نازک موقع پر اپنے رحم اور جرأت کے ایسے نمونے چھوڑے اور اخلاق کا ایسا دِلکش سبق دیا جس پر آج بھی انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے اور دِل سے بے اختیار یہ نکلتا ہے

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام　　　علیک الصّلوٰۃ علیک السلام

نماز پیارے آقا ﷺ کی روح کی غذا تھی۔ اس فرض کی ادائیگی میں آپ ﷺ راتوں کو خدا کے حضور سجدہ ریز رہتے اور اپنی ازواجِ مطہرات کو بھی بیدار کر کے نوافل کی تلقین فرماتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ فجر کے وقت اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے کے پاس سے گذرتے ہوئے فرماتے کہ اے اہلِ بیت نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ پھر سورۃ الاحزاب کی آیت 34 پڑھتے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ یعنی "اے اہلِ بیت! اللہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور کرنا چاہتا ہے اور تم کو اچھی طرح سے پاک کرنا چاہتا ہے۔"

غرض یہ کہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایسے پاکیزہ نمونے ہمارے سامنے رکھے کہ اگر ہم صدقِ دل سے ان کی تقلید کریں تو اللہ تعالیٰ ہماری ذات میں ایسی نیک تبدیلیاں پیدا کرے گا کہ ہمارے دین و دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ یہی خدا کا وعدہ ہے اور یہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے　　　تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

"لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کرے۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ"

جنت ماں کے قدموں تلے ہے

(منیرہ احمد ۔ مجلس کرستیان ساند)

ماں ایک عظیم ہستی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ کُرۡہًا وَّ وَضَعَتۡہُ کُرۡہًا ؕ وَ حَمۡلُہٗ وَ فِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ (الاحقاف:16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لیے میری ذرّیت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس آیت میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے والدہ کے حقوق کا الگ اور خصوصی ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہی مضمون دیگر آیات اور احادیث میں بھی ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدّم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدّی بیماری بچہ کو ہو، چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔“ (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 289)

آنحضرت ﷺ نے ماں کی خدمت کو بہت اہم قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ**

مذکورہ بالا حدیث ”ماں کے قدموں تلے جنت ہے“ کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کی مشہور لیڈر سروجنی نائیڈو نے اعتراف کیا کہ سب سے زیادہ پیاری چیز جو اسلام ہندوستان میں لایا وہ یہ تھی کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ چہارم صفحہ 45 ملک فضل حسین احمدی۔ پبلشر سید محمد حسین بریلوی طبع اول دسمبر 1929ء)

سیّدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ”یہ حدیث کہ جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے یہ بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگر ماں اچھی تربیت کرے تو اچھی نسل پیدا ہو گی اور جو انعامات باپ حاصل کرے گا وہ دائمی ہو جائیں گے لیکن اگر ماں اچھی تربیت نہیں کرے گی تو باپ کے کمالات باپ تک ختم ہو جائیں گے اور دنیا کو جنّات عدن حاصل نہیں ہو گی۔ یہی مفہوم اس حدیث سے بھی ظاہر

ہوتا ہے جو معاویہ بن جاویہؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجیے کہ مَیں فلاں جہاد میں شامل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں حضور زندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا اور اسی کے پاس رہ کیونکہ اس کے قدموں میں جنّت ہے۔ (نسائی جلد 2 کتاب الجہاد)

معلوم ہوتا ہے اس میں بعض ایسے نقائص تھے جن کے متعلق رسول کریم ﷺ سمجھتے تھے کہ اگر وہ ماں کے پاس رہا تو اس کی اچھی تربیت سے وہ دور ہو جائیں گے۔ ممکن ہے اُس میں تیزی اور جوش کا مادہ زیادہ ہو اور رسول کریم ﷺ نے یہ سمجھا ہو کہ اگر یہ جہاد پر چلا گیا تو اس کی طبیعت میں جو جوش کا مادہ ہے وہ اور بھی بڑھ جائے گا لیکن اگر اپنی والدہ کے پاس رہا اور اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسے اپنے جوشوں کو دبانا پڑا تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ بہر حال کوئی ایسی ہی کمزوری تھی جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے اس کے لیے ماں کی تربیت جہاد کے میدان سے زیادہ بہتر سمجھی اور اسے اپنی والدہ کی خدمت میں رہنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ حدیث بھی ظاہر کرتی ہے کہ جنّت عورت کے تعاون کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ غرض عورت کا جنّت میں ہونا ضروری ہے نہ صرف اگلی جنّت میں بلکہ دنیوی جنّت میں بھی کیونکہ اس کے بغیر کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔" (خلافتِ راشدہ صفحہ 118)

اس ارشاد کے معارف بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "عورت کے اختیار میں ہے کہ قوم کا مستقبل بنائے۔ جس جنّت کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ صرف آخرت کی جنّت نہیں بلکہ اس دنیا کی جنّت بھی ہے۔ کوئی قوم جسے اس دنیا کی جنّت نصیب نہ ہو اسے آخرت کی جنّتوں کی موہوم امیدوں میں نہیں رہنا چاہیے کیونکہ جس کے دل کو اس دنیا میں سکینت نصیب نہیں ہوتی اُسے آخرت میں بھی سکینت نصیب نہیں ہو سکتی۔ جو اِس دنیا میں اندھے ہیں وہ اُس دنیا میں بھی اندھے اٹھائے جائیں گے۔ پس اس پہلو سے مسلمان عورت کی کچھ ذمہ داریاں ہیں جو اِس دنیا کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں اور اُس دنیا کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی ہدایت ہے لیکن اس کے اندر مثبت رنگ کے بھی اور منفی رنگ کے بھی بہت گہرے مضامین ہیں۔ یہ محض ایک خوشخبری ہی نہیں بلکہ انذار کا پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ ہر خاتون جو اپنے گھر کی ملکہ ہے کیا اس کے گھر میں جنّت بن گئی ہے یا نہیں بنی؟ اسے دیکھ کر ہر عورت خود اپنے نفس کا جائزہ لے سکتی ہے اور اس بات کو پرکھ سکتی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیش کردہ کسوٹی کے مطابق مَیں وہ عورت ہوں کہ نہیں جس کا ذکر میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اتنے پیار اور اتنے ناز اور اتنے اعتماد کے ساتھ کیا ہے۔ مجھے مخاطب کیا، میرا ذکر فرمایا اور یہ کہا کہ اے مسلمان عورت! جو میرے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی تجھ سے مجھے یہ توقع ہے کہ تیرے پاؤں کے نیچے جنّت ہے۔ پس یہ محض مردوں کے لیے ہی پیغام نہیں، بچوں ہی کے لیے پیغام نہیں کہ تم اپنی جنّت اپنی ماؤں کے پاؤں تلے ڈھونڈو اور بالعموم یہی معنی ہیں جو سمجھے جاتے ہیں اور بیان کیے جاتے ہیں کہ عورت کا ادب کرو، عورت کی دعائیں لو۔ حالانکہ اس سے بہت زیادہ وسیع تر معنی عورت کے کردار کے تعلق میں بیان ہوئے ہیں۔ اگر ہمارا معاشرہ ہر گھر کو جنّت نہیں بنا دیتا تو اس حدیث کی رو سے وہ معاشرہ (دینی) نہیں ہے۔ اور اگر جنّت کے جہنّم بنانے میں مردوں کا قصور ہے تو یہ قصور محض اس وقت کے دائرے میں محدود نہیں جس میں اُس کی شادی ہوئی اور ایک عورت کے ساتھ اُس نے

ازدواجی زندگی بسر کرنی شروع کی بلکہ اس کا تعلق ایک گزرے ہوئے زمانے سے بھی ہے۔ اُس نے ایسی بدنصیب ماں بھی پائی کہ جس کے قدموں تلے اسے جنّت کی بجائے جہنّم ملی۔ پس جنّت کی خوشخبری سے یہ مراد نہیں کہ لازماً ہر ماں کے قدموں تلے جنّت ہے۔ مراد یہ ہے کہ خدا توقع رکھتا ہے کہ اے مسلمان عورتو! تمہارے پاؤں تلے سے جنّت پھوٹا کرے اور جہاں تمہارے قدم پڑیں وہ برکت کے قدم پڑیں اور تمہاری اولادیں اور تم سے تربیت پانے والے ایک جنّت نشان معاشرے کی تعمیر کریں۔ پس اس نقطہ نگاہ سے احمدی خواتین کو بہت کچھ سوچنے کی ضرورت ہے، بہت کچھ فکر کی ضرورت ہے، اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔" (خطاب جلسہ سالانہ قادیان 27 دسمبر 1991ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر موٴرخہ 25 ستمبر 1995ء کو ایک مجلس سوال و جواب میں ایک سوال کہ اگر ایک شخص برے کام کرتا ہے لیکن ماں کی خدمت بھی کرتا ہو تو کیا وہ جنّت میں جائے گا؟ جواب میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ماں کے قدموں میں جنّت کا مطلب یہ ہے کہ ماؤں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے ذریعے جنّت پا سکتی ہے۔ تمہارے قدموں میں جنّت پڑی ہوئی ہے اگر تم ان کو دو۔ اگر جہنمی ماں ہو اور بری تربیت کرے تو ایسی ماں کے قدموں سے جنّت نہیں ملے گی جہنّم ملے گی۔ اس لیے خدمت کی بات لوگوں نے یونہی بنالی ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنّت سے مراد یہ ہے کہ ماں تربیت کے لیے سب سے اہم مقام رکھتی ہے۔ اگر نیک مائیں ہوں تو ان کی اولاد ان کے قدموں میں سے جنّت لے گی۔ یہ مفہوم اس حدیث کے اندر داخل ہے ورنہ اس حدیث کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ ماؤں کو نصیحت ہے کہ تم نیک بننا تا کہ تمہاری اولاد تمہارے پاؤں سے جنّت پالے۔ اگر بد بنوگی تو پھر ان ماؤں سے جنّت نہیں مل سکتی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 جون 2008ء کو پنسلوینیا امریکہ میں جماعت احمدیہ امریکہ کے 60ویں جلسہ سالانہ پر لجنہ اماء اللہ امریکہ سے خطاب میں فرمایا کہ دین میں عورت کا بہت اعلیٰ مقام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جنّت ماں کے قدموں تلے ہے۔ عورت گھر کی مالکہ ہوتی ہے۔ عورتوں نے تمام میدانوں میں قربانی کی مثالیں قائم کی ہیں۔ آپ میں سے اکثر پڑھی لکھی اور باشعور عورتیں ہیں اور آپ یہ عہد کرتی ہیں کہ ہمیشہ سچ بولوں گی، بچوں کی اچھی تربیت کروں گی اور خلافت کی حفاظت کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گی۔ اِس عہد کی پاسداری کریں اور تمام لجنہ کی تربیت کریں اور یاد رکھیں اچھی تربیت کریں گی تو آپ اپنی اولاد کو جنّت کا وارث بنائیں گی اور اگر اچھی تربیت نہ کریں گی تو اس دنیا میں بھی بدنام ہوں گی اور آخرت میں خدا کا عذاب نازل ہو گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ عورتیں معاشی تنگی اور ضروریات کے تحت ملازمتیں کرتی ہیں اور بچوں کو سکولوں کالجوں میں چھوڑ دیتی ہیں اور مذہبی تعلیمات اور نماز وغیرہ کی باتیں نہیں ہوتیں اور بچے لادینیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں نمازوں کا قیام کریں۔ بچوں کو مذہبی تعلیم دیں۔ چھوٹی عمر سے پردہ اور دینی احکامات کی اہمیت سمجھائیں۔ خود بھی ان کے سامنے نیک نمونہ پیش کریں۔ اگر جماعت کے ساتھ بچوں کا پختہ تعلق قائم کریں گے تو ان کا تعلق خدا سے ہو گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ دینی تعلیم نہ دے کر بھی آپ بچوں کا قتل کرتی ہیں۔ اس لیے مالی تکلیف برداشت کریں اور بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے وقت نکالیں اور ان کی بچپن سے تربیت کریں۔ بچے آپ کی بہترین سرمایہ کاری ہے۔ ان کے ذریعے سوسائٹی اور جماعت کی خدمت کر سکتی ہیں۔ اس لیے ان کو بہترین وجود بنانے کی کوشش کریں۔ اگر والدین بچوں کی اچھی تربیت کریں اور ان کو نیک ماحول عطا کریں تو وہ سوسائٹی اور جماعت کے لیے مفید وجود بنتے ہیں اور والدین کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

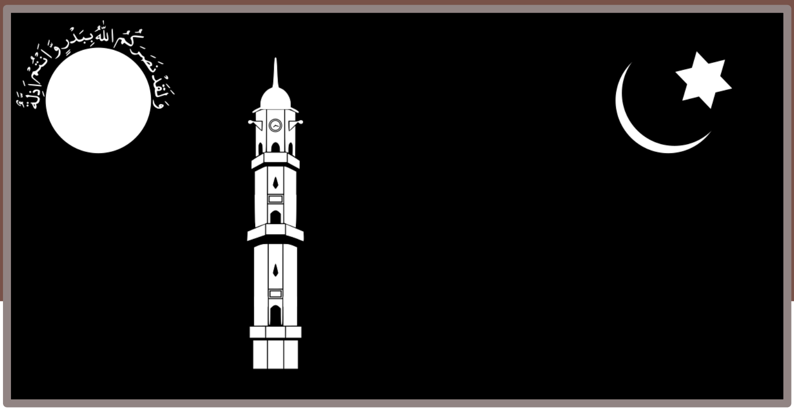

(صدیقہ وسیم ۔ مجلس فولو)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“ (النور:56)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”تم میں نبوّت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم و ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔“ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیّت میں فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا، کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اوران کو غلبہ دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناکام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔“ (الوصیّت صفحہ نمبر 8 - 9)

قرآن کریم میں تین قسم کے خلفاء کا ذکر ملتا ہے:

اوّل: انبیاء جن کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر بھیجا۔ مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق آتا ہے

وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً۔ (البقرہ:31)

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ۔ (ص:38)

دوم: غیر شرعی انبیاء جن کو کسی اور نبی کے خلیفہ کے طور پر بھیجا گیا۔ اس کی بہترین مثال بنی اسرائیل کے انبیاء ہیں جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء تھے۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِیۡہَا ہُدًی وَّ نُوۡرٌ ۚ یَحۡکُمُ بِہَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ کِتٰبِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا عَلَیۡہِ شُہَدَآءَ۔ (المائدہ:45)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کی نگرانی نبی کیا کرتے تھے جب کبھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو ایک اور نبی اس کا جانشین ہوتا اور دیکھو میرے (فوراً) بعد کوئی نبی نہیں مگر خلیفے ضرور ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا پھر آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا جو پہلے ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ پھر اس کے بعد جو ہو ان کا حق انہیں دو کیونکہ اللہ بھی ان سے ضرور پوچھے گا (رعیت) کے بارے میں جس کی نگرانی اس کے سپرد کی۔ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر 3196)

سوم: ایسے خلفاء جو نبی تو نہیں مگر اس کے قائم مقام کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کیے گئے ہوں۔ ایسی خلافت کو اسلامی اصطلاح کے مطابق **خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ** سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال ہمیں خلفاءِ راشدین میں ملتی ہے اور اسی طرح جو دوسری قدرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری ہوئی ہے اسے بھی **خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ** کہا جائے گا۔ ایسی خلافت کا ذکر ہمیں قرآن کریم کی سورۃ النّور میں ملتا ہے جس کو اس مضمون کے ابتداء میں لکھا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا، خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔“ (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

27 مئی 2008ء کو جماعتِ احمدیہ، خلافت کی قیادت میں ایک نئے عہد کے ساتھ ایک نئے سفر پر روانہ ہوئی۔ یہ ایک ایسا تاریخی سفر ہے جس میں دنیا کی کوئی مذہبی جماعت شریک نہیں ہے۔ یہ سفر ہے دعوتِ توحید کا، امنِ عالم کا، محبت کا، رواداری کا اور بھائی چارے کا۔ جماعتِ احمدیہ اپنے خلیفہ کی قیادت میں اس کرّۂ ارض پر ایسی ٹھنڈی سڑک تخلیق کر رہی ہے جس کے دونوں طرف تاحدِّ نظر نفرت اور ظلم کے الاؤ روشن ہیں۔ آج انسان اپنے پیدا کرنے والے کو بھول چکا ہے، اپنی خواہشوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی تباہ کر رہا ہے، ایسے میں خلافتِ احمدیہ ہی ہے جو امن کا حصار ہے جو بھی اس حصار کے اندر آجائے گا وہ بچ جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خواہ خلیفہ نبی ہو یا اس کا تابع ہو وہ خدا کا چنیدہ ہوتا ہے لیکن ہر زمانے میں ایسے لوگ ضرور کھڑے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی گمراہی میں خدا کے خلیفہ کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ اس زمانے کے مومنوں کے لیے ایک قسم کا نشان ہوتا ہے نیز اس بات کا ثبوت کہ یہ خلیفہ خدا کا چنیدہ ہے اور وہ قادر خدا اپنے پیاروں کی تائید ضرور کرتا ہے۔

کیا حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کے مقابلہ میں ابلیس نہ کھڑا ہوا تھا؟ کیا حضرت داؤد علیہ السلام کی نفی میں یہود نہ بولے؟ کیا خلفاءِ راشدین کو ہر طرف سے فتنوں کے حملے نہیں ہوئے؟ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ تمام واقعات در پیش ہوئے لیکن کیا ان میں سے کسی نے بھی خدا کی خلافت کو روکا یا کوئی نقصان پہنچایا؟ ہر گز نہیں!

حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کی فوج کو سر جھکانا پڑا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت کو یہود آج تک یاد کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے تخت کے قابل کسی کو نہیں سمجھتے۔ جہاں تک خلفاءِ راشدین کا تعلق ہے تو ان ہی کے زمانۂ خلافت میں اسلام نے دنیا پر غلبہ پایا اور چند سالوں میں وہ کچھ کر دکھایا جو ان سے پہلے کوئی نہ کر پایا اور رسول کریم ﷺ کی پاک تعلیم کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا۔

وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ (الاحزاب:63)

اس آیت سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آنے والی خلافت کو بھی اسی قسم کی آزمائشوں کا سامنا کرنا ہو گا اور اس آزمائش کے بعد ایک خارق عادت کامیابی عطا ہو گی جس سے مومنوں کے دلوں کو مضبوط کیا جائے گا اور پوری دنیا پر اس خلافت کی سچائی صادر ہو گی۔ چنانچہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد دنیا نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ جماعت اب ختم ہونے کو ہے اور بہتوں نے کہا کہ وہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ کئی لوگ ایسے بھی تھے جو سوچ رہے تھے کہ یہ خلافت چھینی جاسکتی ہے مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ ان کی یہ مخالفت بھی اس جماعت کی صداقت کا ثبوت ہے۔ جماعت بھی افسردہ اور مخالفت بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی تھی۔ مالی لحاظ سے تنگی اور کام پہلے سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ایسے حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ: ”مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے۔“ (الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: ”خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ مَیں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کیے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔“ (اخبار البدر 11 جولائی 1912 جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرّر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرّر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور در حقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔“

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 11)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی روحانیت اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تم میں لڑنے کی تاب ہے۔ یہ بندہ بیشک نحیف، کمزور، کم علم، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں تقویٰ اور طہارت سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے، اب تمہیں بہر حال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخابِ خلافت کے وقت اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔" (الفضل 17 مارچ 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ 19.02.1995 کے درس القرآن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اگر آپ نے ایک خلیفہ کی بیعت کی ہے تو درست کی ہے۔ اس خلیفہ کو خدا نے مقرّر فرمایا ہے۔ وہ کمزور ہو، ناکارہ ہو، خدا اپنے تقرّر کی غیرت رکھتا ہے اور حفاظت فرماتا ہے اور اس کے مخالفین کو ضرور نامراد کیا کرتا ہے۔ پس ہر وہ اختلاف جو مخالفت کے وقت ہوا ہے وہ اس پودے کی طرح ہے۔ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ۔ (ابراہیم:27) یعنی جو زمین سے اکھاڑ دیا گیا ہو (وہ شجرہ خبیثہ ہے) اس کو قرار نہیں ملے گا۔

قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں، ایک ہے تمکینِ دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت۔ یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سر انجام نہیں پا سکتے۔ خلافت کی برکت سے خوف سے امن میں بدلنے والے نظارے ہم میں سے بہتوں نے انتخابِ خلافتِ خامسہ کے وقت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جماعتِ احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ وہ ان کے دلوں کی تقویت اور ایمانوں میں اضافہ کی خاطر وقت سے پہلے بھی بعض مومن مرد اور عورتوں بلکہ بچوں کو بھی اپنے اس فیصلہ سے اشارۃً آگاہ فرما دیتا ہے تا وہ اس خدائی تقدیر کے ظاہر ہونے پر گواہ ٹھہریں اور یہ سب امور باقی مومنین کے لیے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں۔ ایسے خوش قسمت افراد کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ خدا سے ملنے والے اس علم کو قبل از وقت ظاہر نہیں کرتے بلکہ اس کو ایک مقدّس امانت سمجھ کر اپنے سینوں تک یا اپنے چند قریبی دوستوں تک محدود رکھتے ہیں۔

چند مثالیں:

ایک مرحوم درویش کی بیٹی مکرمہ صفیہ حلیمہ اسماعیل صاحبہ قادیان سے لکھتی ہیں:

"23 اپریل 2003ء کو ہندوستانی وقت کے مطابق رات ساڑھے تین بجے جب خاکسارہ کے شوہر نے اپنے بھائی کو جگایا وہ اپنے کمرے سے اٹھ کر تو آگیا لیکن نیند کے آثار اس کے چہرے پر تھے وہ کہنے لگا کہ مَیں نے اس وقت دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ آئے اور فرمایا یہ ناظر اعلیٰ ربوہ ہیں جو اب آپ کے خلیفہ ہوں گے اور پھر آپ لوگوں نے مجھے جگا دیا۔ اس کے ایک گھنٹے کے بعد ایم ٹی اے سے یہی اعلان ہوا۔"

مکرمہ صوفیہ شکور صاحبہ جوہر ٹاؤن لاہور سے حضور کی خدمت میں تحریر کرتی ہیں:

"مَیں نے بار بار آپ کو خواب میں دیکھا۔ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال سے پہلے خواب میں دیکھتی ہوں کہ ہمارے دادا مرزا احمد دین مرحوم اور نانا بابو عبد الغفار شہید حیدر آباد اور حضور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں اور چار سکّے بقدر اشرفی دکھا رہے ہیں اور کہتے ہیں انہیں پہچانتی

ہو اور مَیں غور سے دیکھتی ہوں اور کہتی ہوں جی یہ تو خلیفہ اوّل، خلیفہ دوئم، خلیفہ سوئم اور یہ خلیفہ رابع ہیں۔ چاروں سکّوں پر تصویر نقش ہے اور پھر پانچواں سکّہ دکھا کر کہا کہ اور اب یہ خلیفۂ وقت ہوں گے۔ یہ سن کر مَیں پریشان ہوں کہ یہ کیا؟ اتنے میں خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں کہ اب یہ حضور ہیں، ان کا نام میاں مسرور ہے، ان کی اطاعت کرنا اور پریشان بالکل مت ہونا سب ٹھیک ہو جائے گا اور پھر خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لاتے ہیں اور میری طرف شفقت سے دیکھ رہے ہیں اور ایک بڑی جماعت آپ کے ساتھ ہے۔ دور دور تک ہجوم ہے اور بڑی شان سے آپ سب میں سے گزر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ۔"

مکرمہ طاہرہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم عزیز الرحمٰن صاحب آف برطانیہ لکھتی ہیں:

"16 اپریل 2003ء بدھ کے روز مَیں نے خواب میں یہ آواز سنی **"جمعہ کے بعد اداسی ہو جائے گی"**۔ اس کے بعد 19 اپریل ہفتہ حضور کی وفات ہو گئی۔ 21 اپریل کو بروز سوموار مَیں نے خواب میں کسی کی آواز سنی۔ آواز یہ تھی **"مسرور احمد"**۔ مَیں نے پریشانی سے پوچھا کون؟ کون؟ اسی دوران میری آنکھ کھل گئی وقت دیکھا تو صبح کے ساڑھے چار بجے تھے۔"

(خلافت خامسہ کے بارہ میں انتخاب خلافت سے قبل دکھائی جانے والی مبشّر خوابیں از مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد بیت الفضل لندن)

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ہر دور میں اپنی تائید اور نصرت فرمائی۔ جب جب جماعت کی مخالفت ہوئی خواہ وہ ظاہری مخالفت تھی یا خلیفۂ وقت کو قتل کرنے کی یا ان کو گرفتار کرنے کی کوششیں تھیں، خدا تعالیٰ نے دنیا کو دکھلایا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور مخالفت الٹا مخالفین پر لوٹا دی اور خلافت کے زیرِ سایہ جماعت کو ایسی ترقیات نصیب ہوئیں کہ باقی پوری امّت اس کا مقابلہ نہ کر پائی۔ مثال کے طور پر یورپ اور امریکہ میں مسجدیں تعمیر کرنا جو کہ 700 سالوں سے پوری امّتِ مسلمہ نہ کر پائی تھی۔ قرآنِ کریم کا ترجمہ 50 سے زیادہ زبانوں میں شائع کرنا جب کہ اگر باقی امّتِ مسلمہ کے 1400 سال کی تاریخ کو ملا کر دیکھ لیں تو 5 یا 6 سے زیادہ زبانوں میں تراجم نہ لکھ پائی۔ پہلا مسلمان ٹیلیویژن چینل ایم۔ ٹی۔ اے قائم کرنا اور دنیا کے ایسے ممالک تک اسلام کا پیغام پہنچانا جہاں پر اس کا پہنچنا محال تھا۔

یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ جماعتِ احمدیہ نے 100 سال میں جتنی خدمت اسلام کی کی ہے اتنی باقی امّت پچھلے 1000 سال سے نہ کر پائی اور یہ تمام ترقی خلافت کے زیرِ سایہ ہو رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

یہ وعدہ ہے خدائے ذوالمنن کا عطا ہو گی خلافت مومنوں کو

بہت خوشحال و خوش قسمت وہ ہوں گے سمٹیں گے جو اس کی برکتوں کو

پنجوقتہ نماز کی اہمیت اور برکات

(مبشرہ احمد - مجلس نیدرے رومے ریکے)

مسلمانوں کے لیے نماز ایک بنیادی عبادت ہے اور پانچ ارکانِ اسلام میں سے ہے جو سب مسلمانوں پر فرض ہے اور کبھی ساقط نہیں ہوتی۔ نماز کے احکام کا ہمیں قرآن کریم، سنّتِ نبوی ﷺ اور احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ النّور آیت 57 میں فرماتا ہے: ’’اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘ اسی طرح سورۃ طٰہٰ آیت 15 میں فرماتا ہے: ’’میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔‘‘

نماز ارکانِ اسلام میں سے دوسرا رکن ہے جس کا بروقت ادا کیا جانا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ سیدنا حضرت رسول پاک ﷺ نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ حقیقی نماز ہی کے ذریعے سے انسان روحانیت کی اعلیٰ رفعتوں کو چھو سکتا ہے۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا، رحم، دین، شریعت، استغفار، برکت، تعظیم اور مسلمانوں کی اصلاحی عبادت کے ہیں جس کے نتیجہ میں لازمًا بدی سے نفرت اور بے حیائی سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ نیز نماز روحانی ترقیات اور اعلیٰ اخلاق حاصل کرنے کا زینہ اور منبع ہے اور تمام برائیوں سے بچنے کا قلعہ ہے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’نماز انسان کا تعویذ ہے۔ پانچ وقت دعا کا موقع ملتا ہے، کوئی دعا تو سنی جائے گی۔ اس لیے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہیے اور مجھے یہ بہت عزیز ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 396)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز معاف فرمادی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ: 188۔ ایڈیشن 1988ء)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں: ’’جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ 28)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف ہے۔ تمام وظائف اور دعا کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ نماز کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لیے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینانِ قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 310 – 311)

”اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے، جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 189)

”نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کو شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہر گز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے، جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذّاتِ جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنّتوں کا ذکر ہے، ایک ان میں سے دنیا کی جنّت ہے اور وہ نماز کی لذّت ہے۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 591 – 592)

”اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ہر ایک کو نہیں مل سکتیں۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نماز پڑھاوے، ورنہ وہ نماز نہیں نرا پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے۔ اس کو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق ہی نہیں۔ اسی طرح کلمہ بھی وہی پڑھتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھوائے۔ جب تک نماز اور کلمہ پڑھنے میں آسمانی چشمہ سے گھونٹ نہ ملے تو کیا فائدہ؟ وہ نماز جس میں حلاوت اور ذوق ہو اور خالق سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیاز مندی اور خشوع کا نمونہ ہو اس کے ساتھ ہی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جس کو پڑھنے والا فوراً محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ، وہ نہیں رہا جو چند سال پہلے تھا۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 597)

”جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آ جاتا ہے، ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارتِ ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امّت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ اِلیٰ اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانوں خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزار خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصولِ قربِ الٰہی ہے۔

روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزہ سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی شامل نہیں۔“ (ملفوظات۔ جلد چہارم صفحہ 292 – 293)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”مَیں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں، بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں اور یہ کئی قسم کے ہیں:

1) وقت پر نہیں پہنچتے   2) جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے   3) سنن اور واجب کا خیال نہیں کرتے

کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔“ (خطباتِ نور۔ جلد دوم صفحہ 97 – 98)

اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں کو قائم کرنے اور ان کی افادیت واہمیت کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

رغبتِ دل سے ہوں پابند نماز و روزہ   نظر انداز کوئی حصّۂ احکام نہ ہو

(کلامِ محمود)

حلال و حرام اور طیّب

(سعدیہ جاوید ۔ مجلس بیت النّصر)

اسلام ایک مکمل دین ہے جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے اور اس کی تعلیمات ہر زمانے کے لیے ہدایت کا سامان لیے ہوئے ہیں جو زندگی کے ہر پہلو پر نظر رکھتا ہے خواہ روحانی ہو یا جسمانی یا مذہبی یا اخلاقی ہر ایک کے لیے راہنمائی دستیاب ہے۔

اسلام نے انسانی زندگی میں جس طرح حلال و حرام، طیّب اور پاکیزگی پر زور دیا ہے اس کی مثال ہمیں کہیں اور نہیں ملتی۔ نیز یہ کہ کوئی بھی بات حکمت سے خالی نہیں۔ قرآن کریم نے جن چیزوں کو کھانے سے منع کیا ہے۔

اس کے بارے میں سورۃ المائدہ آیت 4 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ: **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط**

”تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے اور خون اور سؤر کا گوشت اور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور دم گھٹ کر مرنے والا اور چوٹ لگ کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور وہ بھی جسے درندوں نے کھایا ہو، سوائے اس کے جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ (بھی حرام) ہے جو معبودانِ باطلہ کی قربان گاہوں پر ذبح کیا جائے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مردار کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

”مردار کا خون بہت سی زہروں پر مشتمل ہوتا ہے اور مردار کی نسبت اغلب گمان یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ بیماری یا زہر سے یا زہریلے جانوروں کے کاٹے سے مرا ہو گا اور یہ سب ایسی حالتیں ہیں کہ ان میں جانور کا گوشت استعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اور اگر گر کر یا کسی اور صدمہ سے مرا ہو تب بھی قاعدہ ہے کہ سخت صدمہ کا اثر فوراً خون میں زہر پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح خون بھی مختلف قسم کی زہروں پر مشتمل ہوتا ہے اور صحت کے لیے سخت مضر چیز ہے۔ خنزیر کے گوشت کا اثر بھی انسان کے جسم اور اس کے اخلاق پر نہایت برا پڑتا ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد دوم پرانا ایڈیشن صفحہ 340 – 341)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حرمتِ خنزیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ”یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے ہی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیاء کی قوّت کو کم کرتا ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 338 پرانا ایڈیشن)

علاوہ ازیں ایسی تمام چیزوں کو بھی حرام قرار دیا ہے جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جس جانور کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے اور اس کا مقصد اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی نہ ہو بلکہ دوسری ہستیوں کی خوشنودی مطلوب ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”چونکہ اس میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی ہتک کی جاتی ہے اور اس کی صفات دوسری ہستیوں کو دی جاتی ہیں اس لیے اس کو استعمال کرنا ان کو بے غیرت بناتا ہے۔ پس اسلام نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ یہ حرمت اس کے طبعی نقصانات کی وجہ سے نہیں بلکہ دینی نقصانات کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی ایسے جانور کا گوشت کھاتا ہے وہ اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی توحید سے کوئی محبت نہیں۔ وہ بظاہر خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے باطن میں اس نے کئی اور بھی بُت چھپا رکھے ہیں جن کی پرستش کرتا ہے۔ پس اس کا کھانا اس کے دل کو ناپاک کرتا ہے اور اسے مشرکوں کا ہم رنگ بنا دیتا ہے۔“ (تفسیرِ کبیر جلد دوم پرانا ایڈیشن صفحہ 343)

خوردونوش کی اشیاء میں سے اس کے علاوہ جس چیز کو حرام قرار دیا گیا ہے وہ شراب نوشی ہے اور اس کی تباہ کاریوں سے کون واقف نہیں ہے۔ شراب نوشی پر جتنا خرچ کیا جاتا ہے اس سے کئی غریب اور قحط زدہ اور پسماندہ لوگوں کی مدد کر کے ان کے حالات بہتر کئے جاسکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔** (المائدہ:91-92)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جوُا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ یقیناً شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تمہیں ذکرِ الٰہی اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا تم باز آجانے والے ہو۔"

ان آیاتِ کریمہ میں قطعی طور پر شراب کو منع کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جوئے سے بھی روک دیا گیا ہے یعنی یہ وہ شیطانی عمل ہیں جس سے انسان خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ اب اگر ان دونوں کے نقصانات پر نظر ڈالی جائے تو اسلامی تعلیمات کی حکمتوں کی بخوبی سمجھ آجاتی ہے۔ شراب کے بارے میں بعض لوگ جو یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ شراب بے شک بری چیز ہے لیکن اگر تھوڑی پی لی جائے تو نقصان نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نشہ خواہ کسی بھی چیز کا ہو اس کو جب شروع کیا جائے تو اس کی طلب بڑھتی جاتی ہے اور انسان مزید لذّت حاصل کرنے کے لی مقدار کو بڑھاتا جاتا ہے۔ جوئے اور شراب نوشی کے ساتھ جرائم میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، کئی گھر تباہ ہو جاتے ہیں، ازدواجی بندھن ان بری عادات کی وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں اور ان بدعادات کی سزا پورے معاشرہ کے لیے مصیبت بن جاتی ہے۔ جوئے اور لاٹری کو جتنے بھی نئے نام دے دیئے جائیں وہ شیطانی کام ہی رہیں گے جن کی خدا تعالیٰ نے ہر گز اجازت نہیں دی۔

اسلام نے حلال کے ساتھ طیّب پر بھی زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔

"اور اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا حلال (اور) پاکیزہ کھایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔" (المائدہ:89)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "حلال اشیاء میں سے بھی طیّبات کے استعمال پر زیادہ زور دیا ہے۔ یعنی ایسی اشیاء جو انسان کی صحت اور اس کی طبیعت کے مطابق ہوں اور جن کے استعمال سے اسے کوئی ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے اسلام نے اخلاق پر خوراک کے اثر کو تسلیم کیا ہے اور اس کو خاص قیود اور شرائط سے وابستہ کر کے اخلاق کے حصول کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 181 پرانا ایڈیشن)

یعنی حلال کی شرط کے ساتھ اشیاء کا طیّب ہونا بھی ضروری ہے۔ طیّب میں اشیاء کا صاف ہونا، ریفریجریٹر اور ڈیپ فریزر کا صحیح ٹمپریچر ہونا، جس دوکان سے کھانے پینے کی اشیاء خریدی جائیں اس جگہ کا صاف ہونا شامل ہے۔ اسی طرح بار بار کھانے کی اشیاء کو ڈیفروسٹ کرنے کے بعد فریز نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "جو چیز بری ہے وہ حرام ہے اور جو چیز پاک ہے وہ حلال ہے۔ خدا تعالیٰ کسی پاک چیز کو حرام قرار نہیں دیتا بلکہ تمام پاک چیزوں کو حلال فرماتا ہے ہاں جب پاک چیزوں ہی میں بری اور گندی چیزیں ملائی جاتی ہیں تو وہ حرام ہو جاتی ہیں۔" (ملفوظات جلد 9 پرانا ایڈیشن صفحہ 480 – 481)

(2019ء کے اواخر میں چین میں کورونا کی وبا پھیلی جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے)

دعا

آج دنیا میں جو پھیلی ہے یہ مہلِک سی وبا
اے خدا تُو ٹال دے، سب کے سروں سے یہ بلا

مشکلیں آئی ہیں ایسی، نہ کہ تھا جن کا گماں
آفتوں سے دے رہائی، تُو ہی بس مشکل کشا

تُو ہے غفّار و ودُود، اور معاف کرنا تیرا کام
ہم گنہگاروں کی تُو، بخش دے ہر اِک خطا

تیرے آگے التجا ہے، ایک مُشتِ خاک کی
اے مجیب و مہرباں! سن لے میری تُو ہر دعا

ہے دکھی انسانیت، بیمار ہے یہ کائنات
اے میرے شافی خدا! دے سب مریضوں کو شِفا

ہے نمی ہر آنکھ میں، سُن لے دکھی دل کی صدا
کس کام کی یہ زندگی، تُو جو ہو جائے خفا

اِس پریشانی میں ہے، اب سانس بھی گھُٹنے لگا
تُو نہ ہو ناراض ہم سے، بھیج فضلوں کی ہوا

ہم خطا کاروں سے سرزد ہو گئے کتنے گناہ
سب گناہ دھل جائیں اب برسا دے رحمت کی گھٹا

توحید پر قائم ہو دنیا، تجھ سے قائم ہو وفا
تیرے دَر پر سر جھکا ہے، اے میرے قادِر خدا

تُو ہے توّاب و رحیم، میری توبہ کر قبول
ہے دعا مجھ کو لپیٹے، تیری بخشش کی رِدا

(عفیفہ نجم -23.03.2020)

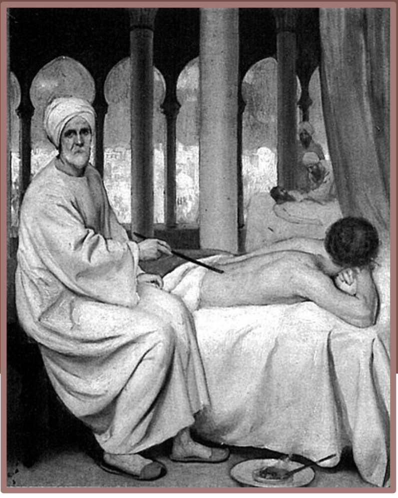

ابو القاسم خلف بن العباس الزاہراوی
(Albucasis)

(مریم سکینہٰ مسلم - مجلس اوورے رومیریکے)

ذرا سوچیے کہ ہمیں بیماری کے علاج کی اور مرض سے نجات کے لیے دوا اور آپریشن کے لیے سرجری کی ضرورت ہو اور کوئی مدد کرنے والا نہ ہو!

یہاں پر ”الزاہراوی“ ایک اہم ترین نام ہے جن کے نام کے بغیر میڈیسن اور طب کی دنیا بالکل نامکمل ہے۔ لاطینی زبان میں ان کو ”ال بوکاسسس“ کہا جاتا ہے اور وہ اسی نام سے مغربی دنیا میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کا پورا نام ابو القاسم خلف بن العباس الزاہراوی الانصاری ہے۔ نام کے مختصر حصہ ”الزاہراوی“ سے مشہور ہوئے اور اب بھی پہچانے جاتے ہیں۔ وہ سپین کے شہر قرطبہ میں رہنے والے ایک مشہور مسلمان کیمسٹ اور سرجن تھے۔ وہ نسلاً عرب تھے مگر ان کی جائے پیدائش سپین کا شہر الزاہراء ہے۔ یہ شہر قرطبہ سے 8 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں تاریخ کے سکالرز اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی پیدائش 936 عیسوی کے معاًبعد ہے۔ یہ وہی سال ہے جب ان کی جائے پیدائش شہر الزاہراء کی بنیاد رکھی گئی۔ ان کے نام میں الانصاری کا لفظ مدینہ منوّرہ اور انصارِ مدینہ سے ان کی خاندانی نسبت کو ظاہر کرتا ہے۔ الزاہراوی نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ سپین کے شہر قرطبہ میں گزارا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق مریضوں کے علاج اور خیال رکھنے کی تاکید سے متاثر تھے اور اسی کے مطابق لوگوں کا علاج کرتے تھے۔

ان کی تعلیم قرطبہ شہر میں ہوئی اور انہوں نے میڈیسن اور سرجری کی پریکٹس بھی اسی شہر میں کی۔ اس کے علاوہ وہ قرطبہ میں پڑھاتے بھی رہے۔ ان کے طلبا میں یورپ اور چین سے آنے والے طلبا بھی شامل تھے۔ الزاہراوی سپین کے بادشاہ خلیفہ الحکم ثانی کے ذاتی معالج بھی تھے۔ قرطبہ شہر ہی میں ان کی وفات 1013ء میں 77 برس کی عمر میں ہوئی۔

الزاہراوی کی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت تفصیلات تاریخ میں اس لیے نہیں ملتی ہیں کہ ان کا شہر الزاہراء سپین میں ایک جنگ کے دوران تباہ کر دیا گیا تھا مگر وہ اپنی طبی تحقیقات اور تحریرات کی وجہ سے طب اور میڈیسن کی دنیا میں ایک جانی پہچانی شخصیّت ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے زمانے یعنی قرونِ وسطیٰ کا عظیم ترین سرجن مانا جاتا ہے بلکہ ان کو ”فادر آف سرجری“ یعنی سرجری کے باپ کا خطاب دیا گیا ہے۔ وہ دسویں صدی عیسوی کے ایک بہت مشہور، کامیاب اور مانے ہوئے طبیب اور سرجن تھے۔ ان کو دوائیاں بنانے میں بھی مہارت حاصل تھی۔ ان کا ذکر ان کے بعد آنے والے مشہور مصنّف ابو محمّد بن حزم نے اپنی کتابوں میں کیا اور ان کا نام اسلامی اسپین کے عظیم ترین طبیبوں (سرجن اور فزیشن) میں شمار کیا۔ الزاہراوی کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات ہمیں ایک اور مصنّف الحمیدی کی کتاب سے ملتی ہیں۔ اس کتاب میں اسلامی سپین کے عظیم اور ذہین نابغۂ روزگار لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے جن میں الزاہراوی کا نام شامل ہے۔

الزاہراوی کی اہم ترین تصنیف ”کتاب التصریف“ ہے۔ یہ کتاب میڈیکل پریکٹسز یعنی طب وجراحی (میڈیسن اور سرجری) کے طریقۂ علاج کے بارے میں 30 جلدوں اور 1500 صفحات پر مشتمل ایک بڑی کتاب اور انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کتاب کو بے حد مقبولیت ملی اور اس کے سرجری کے باب کو اسی مقبولیت کی وجہ سے لاطینی زبان میں ترجمہ کرکے یورپ کی یونیورسٹیوں میں آئندہ پانچ سو سال تک سرجری کے نصاب کا حصہ بنا دیا گیا۔ الزاہراوی کا اثر

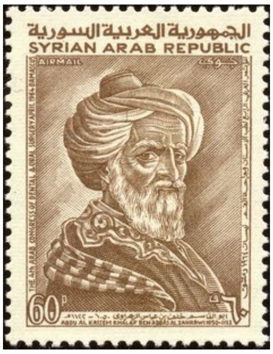

یادگاری ٹکٹ

جراحی کے شعبے میں ان کے نئے طریقۂ علاج کی دریافت اور جراحی کے آلات میں نئی ایجادات کی وجہ سے مشرق و مغرب میں موجودہ زمانے تک قائم ہے۔ آج بھی الزاہراوی کی اپنے شعبے میں کی گئی نئی اصلاحات اور دریافت کو مانا جاتا ہے اور ان کے بنائے ہوئے اصولوں پر عمل کیا جاتا ہے۔

الزاہراوی نے اپنی تمام زندگی اور ذہانت کو میڈیسن اور خاص طور پر سرجری کے میدان کے لیے وقف کر دیا تھا۔اس مختصر مضمون میں اس عظیم عربی مسلمان اور اندلوسی طبیب اور سرجن کی علم کے میدان میں تمام عظیم کامیابیوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہاں پر ان کے عظیم کاموں میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

الزاہراوی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے بتایا کہ خون کی بیماری ہیموفیلیا وراثت کے ذریعہ یعنی والدین سے بچوں میں منتقل ہوتی ہے۔انہوں نے خواتین میں بچوں کی پیدائش کے سلسلے میں بعض پیچیدگیوں (یعنی رحم سے باہر حمل) کو پہلی دفعہ دریافت کیا اور اس کی تفاصیل بیان کیں۔

ان کے بنائے ہوئے 200 سے زائد آلاتِ جراحی (میڈیکل انسٹرومنٹس) میں سے کئی آج کل بھی اسی شکل میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً سرنج اور فورسپ۔ جسم کی اندرونی سرجری کے بعد زخموں کو سینے کے لیے الزاہراوی نے جانوروں کی آنتوں سے بنے دھاگے کیٹ گٹ کے استعمال کو متعارف کرایا۔انہوں نے سی سیکشن (آپریشن سے بچے کی پیدائش) اور آنکھوں کے موتیا کے آپریشن کی بنیاد ڈالی اور ان کی جراحی کے آلات ایجاد کیے اور انہوں نے فالج کی بیماری کی وجوہات معلوم کیں۔ ان سے پہلے لوگوں کو فالج کی بیماری کی وجوہات کا کوئی علم نہ تھا۔

الزاہراوی کے جراحی کے آلات

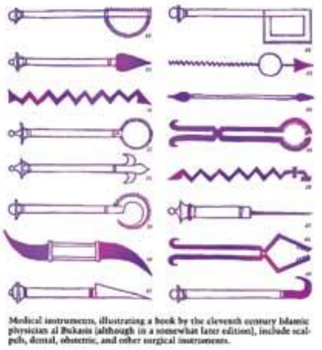

الزاہراوی بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت پر بہت زور دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ بچوں کو طب کی تعلیم دینے سے پہلے مختلف زبانوں، گریمر، حساب، فلکیات اور فلاسفی کی بنیادی تعلیم دینا بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کو مختلف پیشہ ورانہ تعلیم دی جائے۔

بہت سے ملکوں میں ان کے نام اور کام کو یاد رکھنے کے لیے ڈاک کے یادگاری ٹکٹ جاری کیے گئے ہیں۔

ماخذ:

https://www.sutori.com/item/al-zahrawi-s-surgical-instruments-during-the-10th-century-al-zahrawi-developed

(MTA): https://www.youtube.com/watch?v=4X2FKDBUjHo

https://www.youtube.com/watch?v=jmHl9pgQWXc

https://www.youtube.com/watch?v=QZxM9HW391Q

https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC6077085/

زینب ہمارا

(طاہرہ زرتشت ناز)

بڑا خوبصورت ہے زینب ہمارا
ہے آیا نیا آج اس کا شُمارا

سجایا ہے علمی مضامیں سے اس کو
ہے لجنات کو یہ دل و جاں سے پیارا

ہے احسان ہم پر ہمارے خدا کا
اُسی کے کرم کا ہمیں ہے سہارا

کٹھن تھے بڑے مرحلے ابتدا سے
بنا ہے یہ آخر حسیں شہ پارا

دعا اور محنت سے آگے بڑھے ہم
دعا ہی سے ملتا ہے آخر کنارا

خلافت کا سایہ رہا ہم کو حاصل
اسی کی دعا کا ثمر ہے یہ سارا

خدا نے نوازا ہمیں برکتوں سے
کوئی کام زینب کا جب بھی سنوارا

کرو نازؔ! تم بھی ثناء اپنے رب کی
نہیں جس کی رحمت کا کوئی کنارا

نہ ہم باہنر تھے نہ اہلِ سخن تھے
اُسی نے ہے نوکِ قلم کو نکھارا

شوریٰ تجویز از نمبر 2 کے مطابق کام

(از شعبہ تربیت سلمانہ بتول)

ساتھی کا انتخاب

اسلام میں شادی کے تقدّس کو بہت واضح کیا گیا ہے۔ شادی کے وقت شوہر اور بیوی خدا کے سامنے محبت اور اس کی اطاعت کے اس معاہدے میں داخل ہونے کے لیے ایک مضبوط عہد باندھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: **"جب آدمی شادی کرتا ہے تو وہ اپنا آدھا مذہب پورا کرلیتا ہے۔"**

ہمیں رشتے کرتے وقت بہت سارے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مختلف لوگوں پر مختلف چیلنجز کے ساتھ لاگو ہوتا ہے۔

اقتباس خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 24، دسمبر 2004ء

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو حاتمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ و فساد پیدا ہو گا۔ سوال کرنے والے نے سوال کرنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔" (ترمذی۔ کتاب النکاح باب ماجاء جاء کم من ترضون دینہ)

آپ ﷺ نے اس طرف توجہ دلائی کہ دیندار لڑکے سے رشتہ کرلیا کرو۔ مالی کمزوری بھی اگر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دین پر قائم ہے تو اللہ تعالیٰ مالی حالات بھی درست فرمادے گا۔ اس لیے جب بچّوں کے رشتے آتے ہیں تو زیادہ لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ اگر دینداری کی تسلّی ہو گئی ہے تو رشتہ کردینا چاہیے۔ اسی طرح لڑکوں کو بھی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ رشتے کرتے وقت لڑکی کی ظاہری اور دنیاوی حالت کو نہ دیکھو، اس کی حیثیت کو نہ دیکھو، بلکہ یہ دیکھو کہ اس میں نیکی کتنی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن وجمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔" (بخاری۔ کتاب النکاح باب الا کفاء فی الدین)

لہٰذا اس طرف توجہ دلا کر اصل میں آئندہ نسلوں کے دیندار ہونے کے ظاہری سامان کی طرف توجہ دلائی ہے اور اپنے گھریلو ماحول کو پر سکون بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ اگر ماں نیک اور دیندار ہو گی تو عموماً اولاد بھی دیندار ہوتی ہے اور نیک اور دیندار اولاد سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے جو انسان کو سکون پہنچا سکے۔ ایک مومن کے لیے معاشرے میں عزّت کا باعث نیک اور دیندار اولاد ہی بن سکتی ہے۔ اس لیے ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو دینداری دیکھا کرو۔

ہر احمدی کو یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہیے کہ نیک عورت سے بڑھ کر تمہارے لیے کوئی زندگی کا اور دنیاوی سامان نہیں ہے۔ نیک عورت تمہارے گھر کو بھی سنبھال کر رکھے گی اور تمہاری اولاد کی بھی اعلیٰ تربیت کرے گی۔ نتیجتہً تم دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرنے والے ہوگے۔

اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط، نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا، اور اسی پر عمل ہونا چاہیے۔ اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہو گا۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر موجودہ زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات وعادات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے یا رشتے کے پیغام کے ساتھ۔ اس طرح ایک اچھا تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کرنے کی توفیق دے۔ بچوں کے رشتے قرآنی حکم کے مطابق کرنے کی توفیق دے اور سب بچیاں جن کے والدین پریشان ہیں ان سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

(ندرت انور)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔
یعنی اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح ہرگز نہیں ہو بلکہ تمہارا مقام بہت بلند ہے۔ (الاحزاب:33)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بیویاں بہت نیک اور پاک عورتیں تھیں۔ ان میں ہی امّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش بھی شامل تھیں۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان نیک بخت خواتین میں سے ایک تھیں جن کے ساتھ نکاح کا حکم خود خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو دیا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتی تھیں جو ایک باعزت خاندان تھا جنہیں خانہ کعبہ کی تولیّت بھی حاصل تھی۔ آپؓ کے والد کا نام جحش بن رباب تھا اور والدہ کا نام امیمہ تھا جو حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور آنحضور ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔ اس طرح سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی زاد بہن بھی تھیں۔
آپؓ کو یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ وہ اَلسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ یعنی پہلے ایمان لانے والے لوگوں میں شامل تھیں اور اسی طرح آپؓ اوّل دور میں اسلام لانے والی خاتون تھیں۔ جب شروع شروع میں مکہ کے نیک صفت لوگوں نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا اور خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے تو یہ بات مکہ کے کافر سرداروں کو بہت بری لگی اور اس میں وہ اپنی بے عزتی محسوس کر رہے تھے کہ مکہ والے ان کی نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ کی بات مان رہے ہیں اسی وجہ سے مکہ کے کافر مسلمانوں پر بہت ظلم کرنے لگے اور

جب یہ ظلم اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کا سارا خاندان بھی شامل تھا۔ حبشہ میں رہائش کے دوران مسلمانوں کو اپنے وطن کی یاد ہر وقت ستاتی رہتی تھی اور وہ ہمیشہ اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے بے چین رہتے تھے۔ اس لیے جونہی انہوں نے یہ خبر سنی کہ مکہ کے حالات اب بہتر ہوگئے ہیں تو حضرت عبداللہؓ بن جحش اپنے خاندان کو لے کر واپس مکہ آگئے لیکن واپس آکر انہیں یہ دیکھ کر بہت دکھ اور مایوسی ہوئی کہ مکہ کے حالات میں کوئی بہتری نہیں آئی تھی بلکہ اب مکہ میں حالات اتنے برے ہوگئے تھے کہ اس شہر میں مسلمانوں کا رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے حکم اور اجازت سے حضرت عبداللہؓ بن جحش نے اپنے سارے خاندان کو ساتھ لیا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مدینہ ہجرت کر گئے۔ مدینہ پہنچتے ہی آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوّت یعنی بھائی چارے کا رشتہ قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ساتھ غلام و آقا کے درمیان جو عرب میں فرق قائم تھا اسے ختم کر دیا اور فرمایا کہ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور کسی کو کسی پر کوئی بڑائی یا فوقیت حاصل نہیں، ہاں اللہ کے حکم سے بڑائی نیکی اور تقویٰ کے لحاظ سے ہے۔

آنحضور ﷺ نے یہ بات صرف اپنی زبان سے کہی نہیں بلکہ حقیقی

رنگ میں خود بھی اس پر عمل کر کے دکھایا چنانچہ تقویٰ کو بنیاد بناتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کو اپنے چہیتے غلام حضرت زیدؓ سے نکاح کا پیغام دیا۔ یہ وہی حضرت زیدؓ ہیں جن کو آنحضور ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔

لیکن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بعض وجوہات سے یہ رشتہ پسند نہیں تھا اور آپؓ نے پیارے آقا ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا نفس اس بات پر راضی نہیں ہوتا لیکن آنحضور ﷺ اس نکاح میں بہتری سمجھتے تھے اور حقیقت میں اس نکاح سے آقا و غلام کا فرق مٹا کر اسلامی برابری کی تعلیم کی شروعات کرنا چاہتے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیارے آقا ﷺ کی خواہش کا بہت احترام تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسول ﷺ کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے یہ آیت نازل کر دی: **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔**

”اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اپنے معاملہ میں ان کو فیصلہ کا اختیار باقی رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ بہت کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔“ (الاحزاب:37)

جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدا کا یہ حکم سنا تو ان کو تو اب صرف اور صرف خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خواہش کو پورا کرنے کی تمنا تھی اور ان کو اپنی خواہش سے زیادہ خدا اور محبوب خدا ﷺ کی خواہش پیاری تھی۔ چنانچہ آپؓ نے رضامندی ظاہر کر دی اور پھر آنحضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت زیدؓ سے کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زیدؓ نے اس شادی کو پوری دیانتداری سے نبھانے کی کوشش کی لیکن دونوں کے

مزاج اور طبیعت میں بہت فرق تھا اور اس مزاج کے مختلف ہونے کی وجہ سے آئے دن دونوں میں اختلاف ہونے لگے یہاں تک کہ حضرت زیدؓ نے پیارے آقا ﷺ سے طلاق کی اجازت مانگی لیکن آنحضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کو طلاق سے منع فرمایا اور آپؓ آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کے سامنے سر جھکا کر گھر واپس آ گئے مگر اکھڑی ہوئی طبیعتوں کا ملنا مشکل تھا اور جو بات نہ بنی تھی نہ بنی اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت زیدؓ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔

طلاق کے بعد جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدّت ختم ہو چکی تو ان کی شادی کے متعلق آنحضور ﷺ پر پھر وحی نازل ہوئی کہ آپ ﷺ انہیں خود اپنے نکاح میں لے لیں۔ اس خدائی حکم میں تین حکمتیں تھیں؛

ایک تو یہ کہ اس طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلداری ہو جائے گی، **دوسری** یہ کہ طلاق یافتہ عورتوں کے ساتھ شادی کرنا مسلمانوں میں برا نہ سمجھا جائے گا اور **تیسری** حکمت یہ تھی کہ اگر آنحضرت ﷺ اپنے منہ بولے بیٹے کی طلاق یافتہ بیوی سے شادی کر لیں گے تو اس بات کا مسلمانوں میں عملی اثر ہو گا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور نہ اس پر حقیقی بیٹوں والے احکام جاری ہوتے ہیں۔

الغرض خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کا فیصلہ فرمایا اور پھر حضرت زیدؓ کے ہاتھ ہی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شادی کا پیغام بھیجا۔ جب آپؓ کو شادی کا پیغام پہنچا تو آپؓ نے پہلے استخارہ کیا اور پھر استخارہ میں تسلی ہونے کے بعد ہاں کر دی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ شادی 5 ہجری کو ان کے بھائی ابو احمدؓ بن جحش نے کی اور آنحضرت ﷺ نے 400 درہم ان کا مہر باندھا اور اس طرح یہ نیک بخت خاتون نبی کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہو کر امّ المؤمنین کا لقب پا گئیں۔

شادی کے دوسرے دن پیارے آقا ﷺ نے ولیمہ کا اہتمام کیا اور اس دعوتِ ولیمہ کے موقع پر ہی اللہ تعالیٰ نے پردہ سے متعلق آیت نازل فرمائی۔ اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ یہ بنی تھی کہ لوگ ولیمے کا کھانا

کھا کر وہیں بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگ گئے اور کسی کو اٹھنے کا خیال ہی نہ آیا اور پیارے آقا ﷺ مروّت میں انہیں اٹھنے کے لیے نہیں کہتے تھے۔ اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی تھیں۔ جب بہت دیر ہو گئی اور حضور ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیات نازل کرتے ہوئے فرمایا: ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگر اس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہو لیکن (کھانا تیار ہونے پر) جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور وہاں (بیٹھے) باتوں میں نہ لگے رہو۔ یہ (چیز) یقیناً نبی کے لیے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے (اس کے اظہار پر) شرماتا ہے اور اللہ حق سے نہیں شرماتا۔ اور اگر تم اُن (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ (طرزِ عمل) ہے۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس کے بعد کبھی اُس کی بیویوں (میں سے کسی) سے شادی کرو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔“ (الاحزاب:54)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیارے آقا ﷺ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں اور اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ اللہ نے ان کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دیا ہے۔ آپ ﷺ کے نزدیک حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑا بلند مرتبہ تھا۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں نمازیں بھی ادا فرمایا کرتے تھے اور یہ ایک بہت بڑی برکت تھی جو آپؓ کو حاصل تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ آپؓ اپنے ہاتھوں سے ریشم کی اون بنا کر بیچتی تھیں اور اپنی ساری آمدنی سے غریبوں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرتی تھیں اور اس طرح اپنی پوری کمائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دریا دلی اور سخاوت کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے سب سے پہلے کون وفات پا کر آپ ﷺ سے جا ملے گی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے۔

پیارے آقا ﷺ کا لمبے ہاتھوں والی کہنے سے یہ مطلب تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل کھول کر اپنا مال خرچ کرتی ہے اور اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ آپ ﷺ کا اشارہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محبوب خاوند کی طرح یتیموں اور بیواؤں کی خدمت میں راحت پاتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر مدینہ میں فقراء و مساکین میں سخت بے چینی پھیل گئی جس کا اظہار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں فرمایا کہ وہ نیک بخت بے مثل خاتون چلی گئیں اور یتیموں اور بیواؤں کو بے چین کر گئیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 53 سال کی عمر میں 20ھ میں وفات پائی۔ آپؓ کی نماز جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ آپؓ کی تدفین جنّت البقیع میں ہوئی۔

Kilde:

https://www.alislam.org/urdu/pdf/Zainab-bint-Jahash.pdf

نوٹ: شعبہ واقفات کی طرف سے ازواج مطہرات کی سیرت کا بیان جولائی تا ستمبر 2018ء سے جاری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کینیڈا کے واقفاتِ نو کی کلاس 20 مئی 2013ء

(از شعبہ واقفات)

تربیتِ اولاد

ایک واقفہ نے یہ سوال کیا کہ اولاد کی تربیت میں کس چیز پر سب سے زیادہ زور دینا چاہیے یعنی سب سے زیادہ ضروری کیا چیز ہے؟

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **دعا۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لوگ بچوں کو روکتے رہتے ہیں اور ٹوکتے رہتے ہیں کہ یہ کرو، وہ کرو، اِدھر جاؤ، اُدھر جاؤ یا چپیڑ لگا دی۔ ہمارے معاشرے میں اسی طرح ہے۔ جب دس گیارہ سال تک بچہ صحیح طرح بولنے نہیں لگ جاتا اس وقت تک چپیڑیں مارتے رہتے ہیں۔ پھر جب وہ teenager میں ماں کو کہتا ہے کہ مَیں پولیس میں رپورٹ کروں گا تب ماں باپ رکتے ہیں۔ تو اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ زیادہ روک ٹوک نہ کیا کرو۔ زیادہ سمجھاؤ اور دعا کرو۔ کل مَیں نے ایک حوالہ رکھا ہوا تھا بلکہ مَیں نے اس کو پڑھنا تھا لیکن لمبا ہو رہا تھا اس لیے چھوڑ دیا۔ اس میں بھی یہی تھا کہ اولاد کی تربیت کرنی ہے تو پہلی چیز یہ ہے کہ بجائے مارنے دھاڑنے کے دعا کرو۔ دوسرے نمبر پر پھر اپنا نمونہ قائم کرو۔ اگر ماں باپ گھر میں تو نمازیں نہیں پڑھ رہے اور بچوں کو کہتے ہیں کہ نمازیں پڑھو، قرآن پڑھو اور خود کبھی صبح اٹھ کر تلاوت نہیں کی۔ خود دین کی کتابیں نہیں پڑھتے، رات کو بیٹھ کر ٹی وی پروگرامز دیکھتے ہیں۔ پتہ نہیں یہاں ہے کہ نہیں مگر یورپ میں تو ٹی وی پروگرامز سے پہلے وارننگ آتی ہے کہ یہ پروگرام بچوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھیں اور یہ پروگرامز بچوں کو نہیں دکھانے۔ ان میں برائی ہوتی ہے تو وہ وارننگ دیتے ہیں۔ ایک احمدی کو تو ویسے ہی ان پروگرامز کو نہیں دیکھنا چاہیے لیکن بچہ اگر رات کو اٹھ کر ماں باپ کو وہ پروگرامز دیکھتے ہوئے دیکھ لے جس سے اس کو منع کرتے ہیں تو اس پر کیا اثر ہو گا۔ یعنی پہلے خود نمونہ قائم کرو۔ اور تیسری چیز یہ ہے کہ گھر میں ماں باپ کو کبھی نظامِ جماعت کے خلاف باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ بچے وہ باتیں سن لیتے ہیں اور پھر نظام کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر چھوٹی موٹی شکایتیں ہیں تو صدر لجنہ کو بتا دو اور اگر بہت زیادہ شکایتیں ہیں تو مجھے بتا دو۔

عورتوں کو زیادہ ورزش کرنی چاہیے

ایک بچی نے سوال کیا کہ ڈاکٹرز ہمیں کہتے ہیں کہ ہمارے جسم کے لیے ورزش بہت ضروری اور ہم لوگ کہتے ہیں کہ نماز بھی ایک exercise ہے اس کو ہم سائنسی طور پر کس طرح ثابت کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ تو ورزش نہ کرنے کا بہانہ ہے کہ ہم نے نماز پڑھ لی تو ہماری ورزش ہو گئی۔ مَیں نماز بھی پڑھتا ہوں اور ورزش بھی کرتا ہوں۔ نماز تو ایک ہلکی پھلکی ورزش ہے جو مختلف وقتوں میں مل جاتی ہے لیکن یہ کہنا کہ ہم نے یہ ورزش کر لی اور دوسری نہیں کرنی، ٹھیک نہیں ہے۔ اگر تم اسی طرح کرتی رہی تو شادی کے بعد تم overweight ہو جاؤ گی۔ ورزش ضروری ہے اور نماز ایک ہلکی پھلکی ورزش ہے جو انسان کو چست رکھتی ہے۔ عورتوں کا structure ہی ایسا ہوتا ہے اور قدرتی طور پر ان کا وزن بڑھتا ہے اس لیے عورتوں کو زیادہ ورزش کرنی چاہیے، اتنی کہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھ سکیں۔ ویسے یوکے میں ہمارا ایک نوجوان اس بات پر ریسرچ کر رہا ہے کہ نماز کے مختلف حصے انسان کو چست رکھتے ہیں۔ لیکن عورتوں میں عادت ہو جاتی ہے کہ وزن بڑھ جاتا ہے تو کچھ عرصہ بعد بیٹھ کر نمازیں پڑھنے لگ جاتی ہیں۔ یہاں بھی مَیں نے دیکھا ہے کہ شادی ہو جائے اور ذرا سی چوٹ لگ جائے یا امید سے ہو جائیں تو فوراً بیٹھ کر نمازیں پڑھنے لگ جاتی ہیں حالانکہ ضرورت کوئی نہیں ہوتی۔ اولمپک میں ایک چائینیز لڑکی گئی تھی اور وہ pregnancy کے باوجود گولڈ میڈل جیت کر آ گئی تھی۔ ہمارے یہاں ہوتا ہے کہ نماز ہی بیٹھ کر پڑھنے لگ جاؤ۔

سالگرہ منانے کا صحیح طریق

ایک بچی نے سوال کیا کہ ہمیں سالگرہ منانے سے منع کیا گیا ہے لیکن پھر بھی کچھ فیملیز گھر میں کیک کاٹ کر تھوڑا سا کچھ کر لیتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مجھ سے لندن میں بھی کسی واقفہ نے یہ سوال کیا تھا کہ ہمیں سالگرہ منانے سے منع کیا گیا ہے تو مَیں نے کہا کہ بالکل نہیں منع کیا گیا مگر ہمارہ سالگرہ منانے کا طریقہ اور ہے۔ ہماری سالگرہ یہ ہے کہ صبح اٹھو، دو نفل ادا کرو، خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ تمہارے پچھلے تمام سال اچھے گزر گئے اور آئندہ جو زندگی ہے وہ بھی اچھی گزرے اور کچھ صدقہ کرو۔ کسی غریب کو charity میں دو تاکہ جو اتنے سارے لوگ بھوکے مر رہے ہیں ان کو آپ کے کیک کے بدلے دو وقت کی روٹی مل جائے۔ یہ اصل سالگرہ ہے۔ احمدیوں کو اسی طرح منانی چاہیے۔ دعا پر بنیاد رکھنی چاہیے۔ اس لیے نفل پڑھو اور دعا کرو اور واقفہ نو تو خاص طور پر اس طرح دعا کرے کہ پچھلی زندگی اچھی گزر گئی اللہ تعالیٰ آئندہ زندگی اچھی گزارے اور اپنے وقف کے عہد پر قائم رہنے کی توفیق دے اور ہر پریشانی اور مشکل سے بچائے اور صحت دے تاکہ مَیں کام کر سکوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 16 اگست 2013، جلد 20، شمارہ 33، صفحہ 11 – 13)

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔"

(درس القرآن 1921ء)(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 447 – 448)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

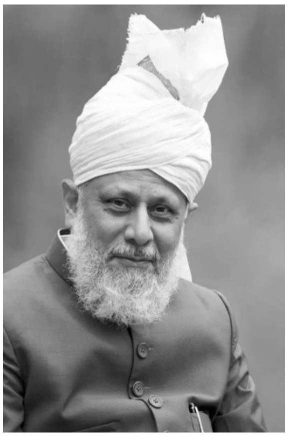

"ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اے اللہ تیرے افضال کی جو بارش ہم پر ہو رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی خوشخبریوں کو جس طرح تو پورا فرما رہا ہے وہ ہماری کسی غلطی، کسی نالائقی، کسی نااہلی کی وجہ سے ہماری زندگیوں کا حصہ بننے سے ہمیں محروم نہ کر دے۔ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ نیکیوں کے کرنے کی طاقت بھی تجھ سے ملتی ہے اور ان پر قائم رہنے کی طاقت بھی تجھ سے ہی ملتی ہے۔ ہم اپنی کمزوریوں پر غلبہ بھی تیرے ہی فضل سے پا سکتے ہیں۔ ہماری معمولی کوششوں میں ہمیشہ برکت ہی ڈالتا رہ اور ہمیں ہمیشہ ان بندوں میں شمار رکھ جو تیرے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہنے والے اور تیرے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے مورد بنتے رہیں اگر تم شکر کرو گے تو مَیں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔"

(خطبہ جمعہ 19 اگست 2016ء)

پسندیدہ اشعار

اے میرے ربِّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں — مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی — ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

جلد آ میرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے — منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

(از درثمین، صفحہ:84)

پکوان

آلو کا پین کیک

(سرور مبارک – مجلس نورستر اند)

اشیاء:

آلو – 1/2 کلو	میدہ – ڈیڑھ کھانے کا چمچ	بیکنگ پاؤڈر – چٹکی بھر
ہری مرچ – 4عدد	ہری پیاز – 4عدد	نمک، مرچ – حسب ذائقہ
انڈے – 2عدد	تیل – تھوڑا سا	

ترکیب: آلو چھیل کر کدوکش کر لیں۔ ہری مرچیں اور ہری پیاز بہت باریک کتر لیں۔ کدوکش کیے ہوئے آلو میں میدہ، کالی مرچ، نمک، ہری مرچ، ہری پیاز اور بیکنگ پاؤڈر ملائیں۔ انڈے پھینٹ کر آلو کے آمیزے میں شامل کریں۔ سب چیزیں اچھی طرح ملائیں۔ فرائی پین میں تیل گرم کر کے اس پر آلو کے آمیزے کو روٹی کی مانند پھیلا دیں۔ ایک طرف سے پک جائے تو آہستگی کے ساتھ پلٹ دیں۔ اس کیک کو املی کی چٹنی اور سلاد کے ساتھ کھائیں۔

Havre kjeks

(عطیہ عدنان – مجلس نیدرے رومے ریکے)

اشیاء:

دلیہ (Oats) – 100 گرام (آدھا کپ)	50 گرام – pumpkin seeds	شہد – 2 table spoon
آٹا – 50 گرام (چوتھائی کپ)	1 table spoon – chia seeds	کوکونیٹ آئل یا مکھن یا پگھلا ہوا مارجرین – 40 گرام (3tab)
خشک میوہ جات – 100 گرام (کشمش، کھجور، آڑو، بادام، اخروٹ وغیرہ)	بیکنگ پاؤڈر – آدھا چائے کا چمچ	دودھ – 2 table spoon
	کیلا – 1 عدد	

ترکیب: کیلے، کوکونیٹ آئل، شہد اور دودھ سب کو پھینٹ کر ساری خشک چیزیں بھی اسی میں ملا دیں۔ اس سارے آمیزے کو دس منٹ رکھ دیں اور پھر اس کے بسکٹ بنا کر اوون کی ٹرے میں رکھ کر 180 سینٹی گریڈ پر 15 منٹ پکائیں۔ مزیدار بسکٹ تیار ہیں۔

صفائی نصف ایمان ہے

(ڈاکٹر نبیلہ انور ۔ مجلس نتیدال)

اسلام ایک ایسا کامل دین ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں انسان کی شخصیت کو بنانے اور کردار کو سنوارنے کا باعث بنتی ہیں۔ ان سے ظاہری طور پر بھی انسان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے اور اگر مومن ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ان باتوں میں سے ایک پاکیزگی، طہارت یا نظافت ہے اور ایک مومن میں اس کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور صفائی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔** (البقرۃ:223)

لیکن یہ بات واضح ہونی چاہیے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ دراصل انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب اس وقت بنتا ہے جب توبہ و استغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تاکہ ہماری روح و جسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "**اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ**"۔ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء)

اسی طرح ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے"۔ (المعجم الکبیر جلد 3 صفحہ 284)

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں کہ "اب دیکھیں مومن کے لیے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے۔ اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدّت سے صفائی کا احساس ہونا چاہیے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیرِ اثر آجاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لیے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔" (خطبہ جمعہ 23 اپریل 2004)

حدیث ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا خاص طور پر سڑکوں کی صفائی کے بارہ میں آتا ہے کہ اگر سڑک پر جھاڑیاں یا پتھر اور کوئی گندی چیز ہوتی تو آپ ﷺ کا عمل یہ ہوتا کہ خود اسے اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا کرتا ہے۔" (مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

پھر ایک روایت ہے جو ابو الاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ مَیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میرے جسم کے کپڑے معمولی اور گھٹیا تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ مَیں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کس طرح کا مال ہے۔ مَیں نے کہا ہر طرح کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے۔ اونٹ بھی ہیں، گائے بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "جب اللہ نے مال دے رکھا ہے تو اس کے فضل اور احسان کا اثر و نشان تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے۔" (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الخلقان و غسل الثوب)

یہ ہے اسلامی تعلیم کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا اپنے ظاہری رکھ رکھاؤ سے اظہار بھی کرنا چاہیے۔

روایت آتی ہے کہ آپ ﷺ کے جسم میں سے ہر وقت خوشبو آتی رہتی تھی۔ جیسے حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ میرے گال پر ہاتھ پھیرا تو آپ ﷺ کے ہاتھ سے مَیں نے ایسی اعلیٰ درجہ کی خوشبو محسوس کی جیسے وہ ابھی عطّار کی صندوقچی سے باہر نکلا ہو۔"
(مسلم۔ کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النبی ﷺ)

دانتوں کی صفائی کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے۔ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔" (بخاری۔ کتاب الصوم، باب سواک الرطب والیابس للصائم)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔ آج کل ڈاکٹر اپنی تحقیق کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ صبح شام ضرور برش کرنا چاہیے۔ رات کو سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر۔ ورنہ بیماریاں پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بلکہ ایک تحقیق یہ بھی کہتی ہے کہ آدمی جب صبح اُٹھتا ہے تو اس کے دانتوں پر چھ سو مختلف سپیشیز (species) کے لاتعداد بیکٹیریا ہوتے ہیں۔ سپیشیز (species) ہی چھ سو ہوتی ہیں جو دانتوں پہ لگی ہوتی ہیں اور تعداد کتنی ہے، یہ پتہ نہیں۔ لیکن دیکھیں آنحضرت ﷺ نے پندرہ سو سال پہلے ہمیں بتا دیا کہ سو کر اٹھو تو پہلے دانت صاف کرو۔ اب ان باتوں کو دیکھ کر آج کل کے ڈاکٹر اور سائنسدان کو خدا اور اسلام کی سچائی پر یقین ہونا چاہیے کہ جو باتیں اس زمانے کی تحقیق سے ثابت ہو رہی ہیں اور اب پتہ لگ رہی ہیں وہ باتیں آج سے پندرہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ ہمیں بتا چکے ہیں۔ کھانا کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھونے کا حکم آتا ہے۔ آپ ﷺ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے تھے اور کلّی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلّی کرتے اور آپ ﷺ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کیے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ کھانا کھا کر کلّی بھی کرنی چاہیے اور ہاتھ بھی دھونے چاہئیں اور اس سے پہلے بھی تا کہ ہاتھ صاف ہو جائیں اور بعد میں اس لیے کہ کھانے کی بُو منہ اور ہاتھوں سے نکل جائے۔

پھر ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "دس باتیں، فطرتِ انسانی میں داخل ہیں۔ مونچھیں تراشنا، داڑھی رکھنا (خاص مردوں کے لیے ہے)، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کٹوانا، انگلیوں کے پورے صاف رکھنا، بغلوں کے بال لینا،

زیر ناف بال لینا، استنجاء کرنا، طہارت کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ مَیں دسویں بات بھول گیا ہوں شاید وہ کھانے کے بعد کلی کرنا ہے۔" (مسلم۔ کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ)

یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو صفائی کے ساتھ ساتھ حفظانِ صحت کے اصولوں کے لیے بھی ضروری ہیں۔ اب پانی سے ناک صاف کرنے کا جو حکم ہے یہ وضو کرتے وقت دن میں پانچ مرتبہ ہے اور اگر ناک میں پانی چڑھا کر صاف کیا جائے تو کافی حد تک نزلے وغیرہ سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ صحابہ کو نصیحت کرتے رہتے تھے کہ اجتماع کے موقع پر بدبو دار چیزیں کھا کر مسجد میں نہ آیا کریں۔ جب نمازوں کے لیے مسجد میں آتے ہیں تو پیاز اور لہسن وغیرہ چیزیں کھا کر نہ آئیں۔ (بخاری۔ کتاب الاطعمہ باب یکرہ من الثوم والبقول)

ہمیں آپ ﷺ کی اس نصیحت کا خاص خیال رکھنا چاہیے اور ہمیشہ مسجد میں صاف ستھرے ہو کر خوشبو لگا کر آنا چاہیے تا کہ ہم کسی اور کے لیے تکلیف کا باعث نہ بننے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ یعنی ہر ایک پلیدی سے جدا رہو۔ (القرآن)

یہ احکام اسی لیے ہیں تا کہ انسان حفظانِ صحت کے اسباب کی رعایت رکھ کر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاوے۔ پس یہ کیسی نادانی ہے کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دی جائے کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو، نہ خلال کرو، نہ کبھی غسل کر کے بدن پر سے میل اتارو اور نہ پاخانہ پھر کر طہارت کرو اور تمہارے لیے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لیے ضرورت ہے ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لیے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے۔ کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اس کے بد نتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں تو اس وقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہو جاتا ہے اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمّے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لا سکتے اور چند روز دکھ اٹھا کر اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جس کو ہم اپنے ہاتھوں سے اکٹھا کرتے ہیں وبائی صورت میں مشتمل ہو کر تمام ملک کو کھاتا ہے اور اس تمام مصیبت کا موجب ہم ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہم ظاہری پاکی کے اصولوں کی رعایت نہیں رکھتے۔ پس دیکھو کہ قرآنی اصول کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں۔ اور ایسے بے احتیاط لوگ جو نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے اور عفونتوں کو اپنے گھروں اور کوچوں اور کپڑوں اور مونہوں سے دور نہیں کرتے ان کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے نوع انسان کے لیے کیسے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور کیسی یک دفعہ وبائیں پھوٹتی اور موتیں پیدا ہوتی ہیں اور شورِ قیامت برپا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ مرض کی دہشت سے اپنے گھروں اور مال اور املاک اور تمام جائیداد سے جو جانکاہی سے اکٹھی کی تھیں دستبردار ہو کر دوسرے ملکوں کی طرف دوڑتے ہیں اور مائیں بچوں سے اور بچے ماؤں سے جدا کیے جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت جہنم کی آگ سے کچھ کم ہے۔ ڈاکٹروں سے پوچھو اور طبیبوں سے دریافت کرو کہ کیا ایسی لاپرواہی جو جسمانی طہارت کی نسبت عمل میں لائی جائے وبا کے لیے عین موزوں اور موید ہے یا نہیں۔ پس قرآن نے کیا برا کیا کہ پہلے جسموں اور گھروں اور کپڑوں کی صفائی پر زور دے کر انسانوں کو اس جہنم سے بچانا چاہا جو اسی دنیا میں یک دفعہ فالج کی طرح گرتا اور عدم تک پہنچاتا ہے۔" (ایّام الصلح)

اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری اور باطنی صفائی کی طرف توجہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعائیہ اعلانات

- اشاعت کمیٹی کی تمام ممبرات کی صحت و سلامتی اور لجنہ گروپ اے کی بچیوں، واقفات اور ناصرات کی دینی و دنیاوی کامیابیوں اور نیک نصیب کے لیے درخواست دعا ہے۔

- محترمہ امتہ الرؤوف مبارک صاحبہ اپنے میاں اور بچوں کی عمر اور صحت میں برکت اور تمام حادثاتی آفات سے محفوظ رہنے نیز اپنی پوتی علیزہ سنبل شاہ اور نواسے ایان احمد کے یسّرنا القرآن ختم کرنے اور قرآن مجید شروع کرنے پر تمام بہنوں سے عاجزانہ درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن کو سمجھنے، پڑھنے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

- محترمہ سلطانہ قدوس صاحبہ اپنی اور فیملی کی صحت و سلامتی اور بچوں کی دین و دنیا میں ترقی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

- محترمہ شمیم اختر صاحبہ اپنے داماد کے آنے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خوش و خرم اور آباد رکھے اور دین و دنیا میں ترقی دے۔ آمین

- محترمہ سرور مبارک صاحبہ اپنے بیٹے عدنان احمد انور کے میڈیسن کی تعلم مکمل ہونے پر دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مزید کامیابیوں سے نوازے اور دینی ترقی میں بڑھائے۔ آمین۔

- محترمہ فہمیدہ سہیل صاحبہ اپنے شوہر کی مکمل شفایابی اور اپنے بچوں عزیزم عبدالہادی مسعود شیخ کی شاہد کی تعلیم مکمل ہونے اور عملی میدان میں کامیابی اور جلد نیک سیرت ساتھی ملنے کے لیے، عزیزم شکیل مسعود شیخ اور عزیزم عدیل مسعود شیخ کی دینی و دنیوی کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

- محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ اپنے بچوں کی امتحان میں کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

- محترمہ نسیم مظفر صاحبہ اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں کے نیک، خادم دین اور دینی و دنیوی کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

- مترمہ شمائلہ ظہیر محترمہ آسیہ منصور محترمہ آصفہ صاحبہ اپنی ساس امی کی صحت و سلامتی نیز ان کے پاکستان میں بیٹے کی وفات کے صدمہ کو صبر سے برداشت کرنے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

- محترمہ سعدیہ جاوید صاحبہ اپنی والدہ محترمہ اور اپنی اور بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

- محترمہ امتہ النور منعم صاحبہ اپنی فیملی کی صحت یابی کی دعاؤں کے لیے سب کی مشکور ہیں اور مزید دعاؤں کے لیے درخواست کرتی ہیں۔

- محترمہ روفی مرزا صاحبہ اپنی اور اپنے بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ حبیبہ میر صاحبہ اپنے شوہر اپنے بچوں اور ان کے بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ نصرت ظفر صاحبہ اپنی اپنے شوہر اور بچوں کی سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ سلیمہ بشارت صاحبہ اپنی اپنے شوہر اور تمام بچوں کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ المنان ندیم صاحبہ اپنی فیملی کے ساتھ ساتھ سارے اپنے مجلس کی عاملہ اور سب ممبراتِ جماعت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہے۔
- محترمہ صدیقہ وسیم صاحبہ اپنے بیٹے تحمید احمد جامعہ احمدیہ کے آخری سال میں کامیاب ہونے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو عملی زندگی میں کامیاب فرمائے اور خلیفہ وقت کا صحیح رنگ میں سلطان نصیر بنائے۔ آمین
- محترمہ سلطانہ قدوس صاحبہ کے بھائی 9 سال سے جرمنی میں رہ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ان کا کیس پاس ہو گیا ہے سب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آگے بھی آسانیاں پیدا فرماتا چلا جائے۔ آمین
- عزیزہ شمائلہ محمود دین اور دنیا میں ترقی کی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ نبیلہ طیب صاحبہ، محترمہ امتہ الطیف صاحبہ، محترمہ عطیہ رفعت صاحبہ اور محترمہ خیر النساء صاحبہ اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی والی لمبی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں اور یہ کہ خدا ہر وقت آپ کا حامی و ناصر ہو آمین
- سیدہ بشریٰ خالد اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لیے اور تمام خدمت دین کرنے والوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو قبولیت بخشتے ہوئے انسانیت کو اس ناگہانی آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین
- محترمہ فرح عزیز صاحبہ اپنے اور اپنی فیمیلی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ خدا ہر پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین
- محترمہ ثمینہ حفیظ صاحبہ اپنی اپنے شوہر اور بچوں کی صحت و سلامتی، اُن کی دین و دنیا کی ترقیات کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ شمع راحیلہ صاحبہ اپنی صحت اور اپنے شوہر اور بچوں کی صحت و سلامتی اور کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ نازیہ کنول صاحبہ اپنی صحت اور اپنی فیملی کے لیے ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

سالانہ کارکردگی مجالس

ہر سال مجالس کی سالانہ کارکردگی کی پوزیشن کا اعلان نیشنل اجتماع کے موقع پر کیا جاتا ہے لیکن اس سال کروناوائرس کی وبا کی وجہ سے نیشنل اجتماع جو کہ ماہ مارچ میں منعقد کیا جانا تھا نہ ہو سکا اس لیے ماہ مئی میں صدران کی میٹنگ میں مجالس کی کارکردگی کی پوزیشن بتادی گئیں دورانِ سال مجالس کی پوزیشن کے طریقے کار کو تبدیل کیا گیا تھا جس میں مجالس کی تجنید کے مطابق ان کے Nivå بنائے گئے اور مجالس کو تین مختلف Nivå میں تقسیم کیا گیا اس کے مطابق مجالس کی پوزیشن اس طرح رہی۔

Lajna Imaillah

Total Poeng: 1285

Nivå 1

Majlis	Poeng	Resultat
Baitun Nasr	870	
Nedre Romerike	978	
Nordstrand	**1021**	**1. plass**

Nivå 2

Majlis	Poeng	Resultat
Buskerud	964	
Follo	**1054**	**1.plass**
Nittedal	909	
Nor	732	

Sør og Vestlandet	795	
Øvre romerikke	1045	2.plass

Nivå 3

Majlis	Poeng	Resultat
Vestfold og Telemark	**303**	**1.plass**
Østfold	263	

Nasirat ul Ahmadiyya

Total Poeng: 220

Nivå 1

Majlis	Poeng	Resultat
Baitunasar	186	
Nordstrand	155	
Nedre romerike	158	
Øvre romerike	**199**	**1.plass**

Nivå 2

Majlis	Poeng	Resultat

Follo	157	
Nittedal	170	1.plass
Nor	62	
Østfold	87	

Nivå 3

Majlis	Poeng	Resultat
Buskerud	126	1.plass
Sør og vestlandt	102	
Vestfold og telemark	106	

مقابلہ مضمون نویسی 2018-2019

امسال مقابلہ مضمون نویسی میں اوّل، دوئم اور سوئم آنے والی لجنات کی پوزیشن اس طرح رہی۔

15 سے 25 سال کی لجنہ A

اس مقابلہ میں صرف ایک لجنہ نے حصّہ لیا جن کی پوزیشن اس طرح رہی۔

بلا مقابلہ اوّل (**عزیزہ صبا انور**)

25 سال سے بڑی لجنہ

اس مقابلہ میں آٹھ لجنہ نے حصّہ لیا جن کی پوزیشن اس طرح رہی۔

اوّل

۱۔ محترمہ نبیلہ رفیق صاحبہ ۲۔ محترمہ شمسہ کنول صاحبہ

۳۔ محترمہ عطیہ رفعت صاحبہ

دوئم

۱۔ محترمہ فہمیدہ سہیل صاحبہ ۲۔ محترمہ مریم مسلم صاحبہ

سوئم

۱۔ محترمہ عابدہ صاحبہ ۲۔ محترمہ فرزانہ نثار صاحبہ.

۳۔ محترمہ امتہ المنان ندیم صاحبہ

ناصرات کارنر

حدیث: **بہترین عبادت**

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ طَلَبُ الْعِلْمِ

ترجمہ: بہترین عبادت علم حاصل کرنا ہے

تشریح: علم ہی سے انسان خدا کو پہچانتا ہے اور جتنا زیادہ کوئی شخص خدا کو پہچانتا ہے اتنے ہی شوق کے ساتھ وہ خدا کی عبادت کرتا ہے۔ چونکہ خدا کی پہچان علم سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا حاصل کرنا بہترین عبادت ہے۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نیکی کو سنوار کا ادا کرو اور بدی کو بیزاری سے ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو۔ کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔

(کشتی نوح صفحہ 19)

حقوق العباد

عطیہ مظفر Øvre Romerike

دس شرائط بیعت میں سے چوتھی اور نویں شرط میں حقوق العباد کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔

حقوق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر سے بچنا، خیانت نہ کرنا اور کسی انسان پر کسی طرح کا ظلم نہ کرنا۔

خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کرنا، بغیر کسی مذہب، رنگ اور نسل کے فرق کے انسان کی مدد کرنا۔ کسی کو تکلیف نہ دینا جہاں تک ہو سکے لوگوں کی مدد کے لیے آگے بڑھنا۔ ہمسائے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، جب ان کو مدد کی ضرورت ہو اُن کی مدد کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جیسا بنایا ہے۔ آج کے معاشرہ میں انسان کو ہر طرح کی آزادی ہے، کھانے پینے کی، بولنے کی، لیکن ہر چیز میں میانہ روی ضروری ہے۔ جیسے زیادہ کھانا صحت کو نقصان پہنچاتا ہے، اسی طرح زیادہ بولنا یا اظہار رائے کی آزادی کے نام پر دوسروں کو تکلیف دینا بہت بُری بات ہے۔ ہمیں دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھنا اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی آپ کے پاس امانت رکھوائے، اُس کو حفاظت سے واپس دینا ہمارا فرض ہے۔ اور کسی پر ظلم نہ کرنا جب کہ آپ کے پاس طاقت ہو۔ بلکہ عاجزی کے ساتھ رہنا چاہیے۔

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے ہاتھ اور زبان سے دوسرے کو تکلیف دے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ماما بابا کی بات سُنیں اور ان کی مدد کریں۔ اِسی طرح اپنے دوستوں کی مدد کرنا، اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنا، رشتہ داروں سے محبت کا سلوک رکھنا ہمارا فرض ہے۔

اگر رستہ میں کوئی چیز گری ہو جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہو اُس کو رستہ سے ہٹا دینا، اگر کسی کو سودا خریدنے میں مدد کی ضرورت ہو تو کرنی چاہیے، اسی طرح صدقہ دے کر یا پیسوں سے بھی ہم کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔اِن چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی ہم اللہ تعالیٰ کے قریب جا سکتے ہیں اور انسانوں کے حق ادا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

یہ مشکل ضرور ہو سکتا ہے لیکن ناممکن نہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ہمارا مذہب بھی ہمیں یہی بات بتاتا ہے۔

پہیلی:

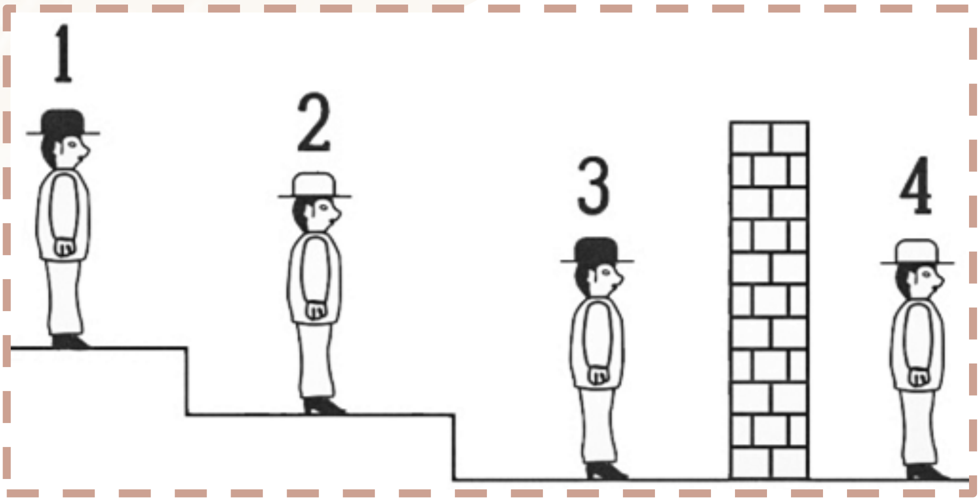

جیسے کہ تصویر میں دکھایا گیا ہے 4 لوگ ایک طرف دیکھ رہے ہیں، کوئی پیچھے نہیں دیکھ سکتا۔ نمبر 4 اور باقیوں کے درمیان ایک دیوار ہے۔ان میں سے دو نے کالی اور دو نے سفید ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ نمبر 1 اپنے سامنے 2 اور 3 کی ٹوپی، اور نمبر 2 اپنے سامنے نمبر 3 کی ٹوپی دیکھ سکتا ہے جبکہ نمبر 3 کسی کی بھی ٹوپی نہیں دیکھ سکتا۔کوئی بھی اپنی ٹوپی کا رنگ نہیں جانتا۔اب ان میں سے کسی ایک کو اپنی ٹوپی کا رنگ بتانا ہے ورنہ وہ سب مارے جائیں گے۔کون اپنی ٹوپی کا رنگ بتائے گا؟(وہ صرف رنگ بتا سکتے ہیں، اس کے علاوہ بات نہیں کر سکتے)۔اس کا جواب آپ کو اگلے شمارے میں دیا جائے گا۔

کہانی:

دل کا سکون

(ملیحہ ناصر مجلس بیت النصر)

یہ کہانی ایک ایسی احمدی بچی، صالحہ کی ہے جو ہمیشہ گھر سے باہر جاتے ہوئے سر ڈھانپنے کے لیے سکارف کا استعمال کرتی تھی۔ اور کلاس کے دوسرے طالب علموں کو عجیب لگتا تھا۔ ان میں سے جو شرارتی تھے وہ اِس وجہ سے اُس کا مذاق بھی بناتے تھے۔ مگر صالحہ ان کی بات سن کر مسکرا دیتی۔

ایک دن اس کی کلاس میں ایک نئی طالبہ فاطمہ، کسی دوسرے ملک سے آئی اور ٹیچر نے سب کو باری باری اپنا تعارف کروانے کو کہا۔ سب بچے اپنی باری آنے پر اپنا تعارف کرواتے گئے۔ فاطمہ نے اپنے تعارف میں بتایا کہ میں ایک مسلمان بچی ہوں اور اس نے صالحہ سے پوچھا کہ میں تو سکارف نہیں پہنتی پھر آپ نے کیوں اپنا سر ڈھانپا ہوا ہے؟

صالحہ نے ٹیچر کی اجازت کے بعد بتایا۔ میں سکارف اور کوٹ کا استعمال اس لیے کرتی ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور پردہ کرنا اور مناسب ڈھکا ہوا لباس پہننا ہمارے مذہب کا حصہ اور اللہ کا حکم ہے۔ میری امی نے مجھے بتایا کہ ہم ہمیشہ قیمتی، پیاری، نازک اور میٹھی چیزوں کو خوبصورت پیکنگ، ریپر یا کور میں رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک کینڈی کو اس کا ریپر صاف اور مزے دار رکھتا ہے اور ایک تحفہ کا کور یا پیکنگ اس کی حفاظت بھی کرتی ہے بلکہ اس کی خوبصورتی اور قیمت (ویلیو) میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ اسی طرح ہم تحفہ میں ملنے والے قیمتی موتیوں کو بھی ہمیشہ کور کر کے رکھتے ہیں تاکہ اس کی چمک دیر تک رہے۔

بیٹیاں گھر کی رونق ہیں۔ وہ بہت پیاری، نازک اور خدا کا قیمتی تحفہ ہیں۔ اس لیے میں سکارف اور کوٹ کا استعمال کرتی ہوں اور پردہ کی پابندی میں، خود کو صاف، محفوظ، اور آزادی محسوس کرتی ہوں اور اس کے ساتھ اللہ کا حکم مان کر مجھے دل کا سکون بھی ملتا ہے۔ میں سکارف کے ساتھ سپورٹس اور سوئمنگ بھی کرتی ہوں اور سکول کی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی ہوں۔

فاطمہ اور کلاس کے تمام بچوں کو اُن کے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ وہ صالحہ کی مسکراہٹ اور سکون کی وجہ جان گئے تھے اور وہ شرمندہ تھے اب انہوں نے اس کا مذاق بنانا چھوڑ دیا کیونکہ دل کا سکون سب سے بڑی آزادی ہے۔

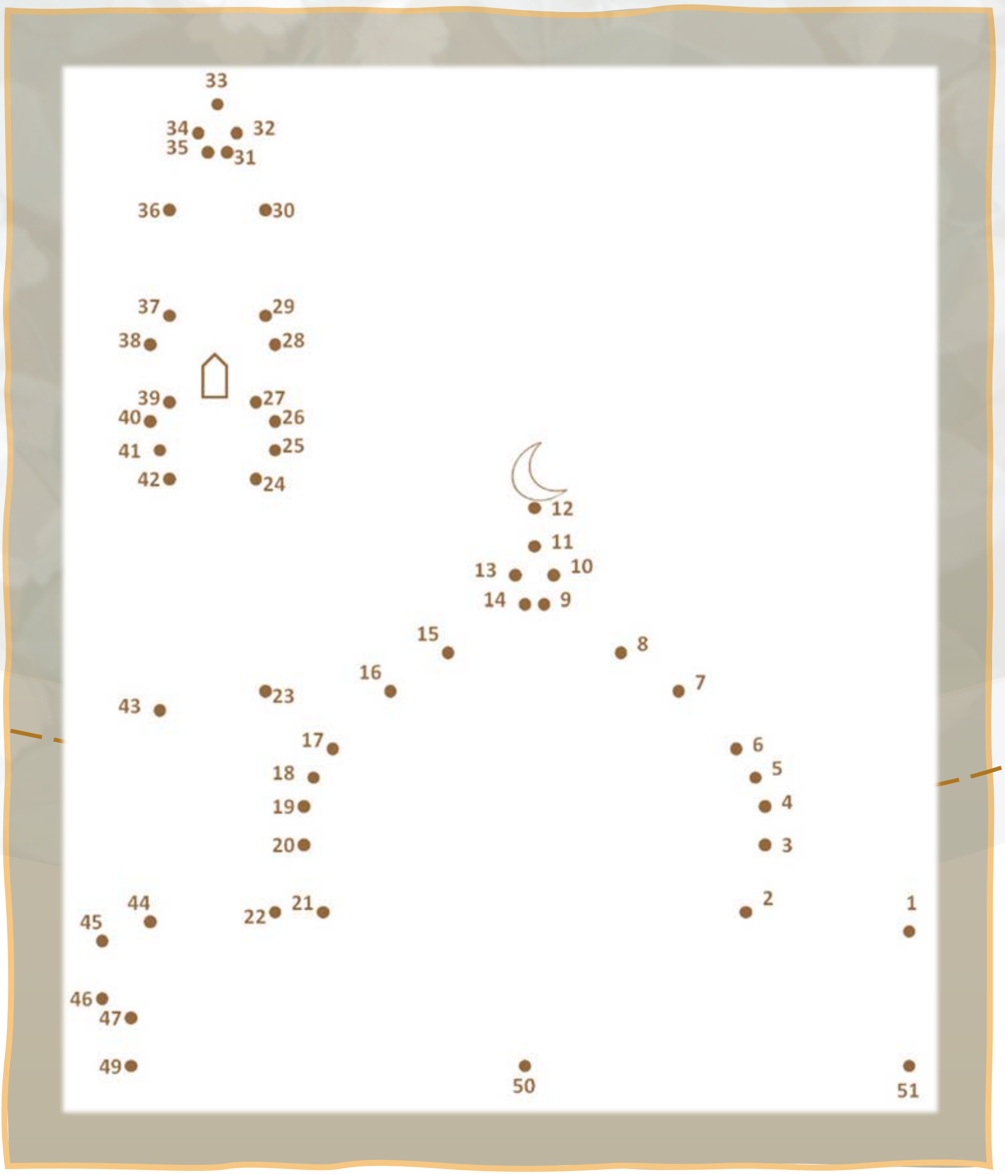

لطیفہ:

ماں: منے! یہ دروازے پر گندے ہاتھوں کے نشانات تمہارے ہیں۔

بیٹا: جی نہیں امی جان! میں تو لات مار کر دروازہ کھولتا ہوں۔

استاد: اگر تمہارے پاس دو سیب ہوں اور تمہارے ہاں دو مہمان آجائیں تو تم کیا کرو گے۔

شاگرد: ان کے جانے کا انتظار۔

Kan du finne 5 forskjeller i bildene?

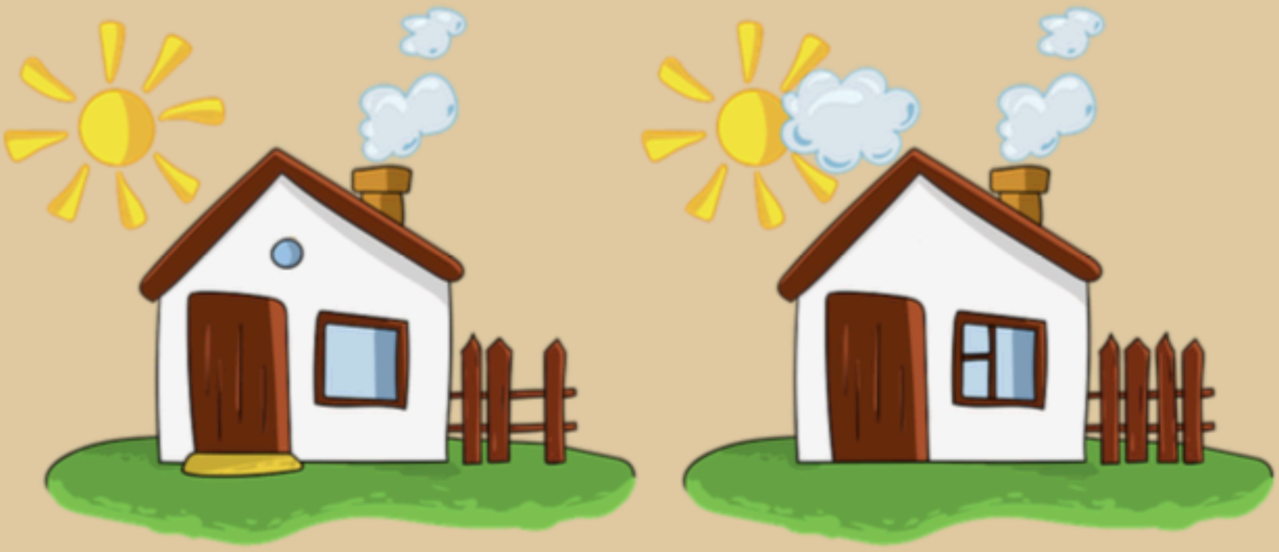

Hjerne Trim

1: Hvor mange dyr av hver sort tok Moses med seg i arken?

2: Hvis du er alene i et kaldt hus, det det er en parafinlampe, et stearinlys og en peis, og du har kun en fyrstikk. Hva vil du tenne først?

3: Hvilket merke (A-E) har stempelet ikke laget?

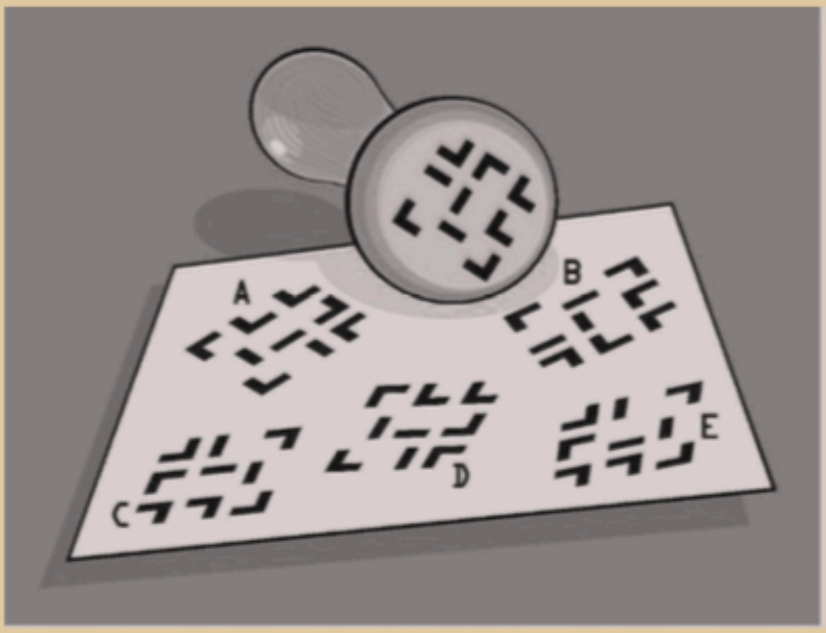

Fasit: 1: Ingen. Det var ikke moses, men Noah. 2: Fyrstikken. 3: E

Brownie i kopp

"Brownie in a cup" lages i en kopp og stekes i mikroen. Sjokoladekake i kopp spises rett fra koppen og er enkel å lage. Oppskriften er til 1 kopp.

Ingredienser

- 4 ss sukker
- 4 ss hvetemel
- 1 stk egg
- 2 ss kakao
- 2 ss smeltet smør
- 2 ss vann
- 1 (liten) klype salt

Slik gjør du

- Ha alle ingrediensene i en kopp, og rør sammen. Du kan også bruke solsikkeolje eller rapsolje istedenfor smør.
- Sett koppen i mikroen og stek kaken på full styrke ca. i 1-2 minutter.
- Server gjerne kaken med et dryss melis, iskrem eller en deilig vaniljesaus.

2	6				1	5		
				8			4	9
							6	7
		8		9				4
3			8			6	7	
4	1				5			
					3		1	
		9		7				
6		3			9	7	2	

	2	8			3			
		6			4		7	
3				5		2		4
	9						4	2
1				4				3
8						5	1	
	5			2	8			
		7	1					
			9			6		

Hinduismen

Et vers fra Bhavisyath Puran er sitert slik: *«En åndelig reformator vil komme fra et fremmed land (utenfor Bharat) med disiplene. Hans navn vil være Mahamad (Muhammad). Han vil bo i en ørken.»* (3: 5-8)

Her er navnet på den åndelige reformatoren tydelig gitt som Muhammad[sa]. Et fremmed land vil være ved ørkenen. Her blir den hellige profetens[sa] ledsagere spesielt nevnt. Ingen andre profet har hatt så mange ledsagere som støpte livet sitt på profetens måte. Maharishi Vyas Muni har nevnt følgende egenskaper til Muhammad og hans tilhengere:

«Tilhengere hans vil utføre omskjæring. De vil ikke holde håret i form av flette slik Brahman gjør. De vil holde skjegg. De vil føre til en revolusjon. De vil kalle med høy stemme (dvs. i stedet for å bruke en bjelle for å kalle folket for bønn, vil de kalle folket til bønn med høy røst av 'Azan'). De vil spise kjøtt av andre dyr enn svin. De vil oppnå renhet gjennom Jihad (slåss i Allahs sak). Deres sivilisasjon vil bli kalt Muslay (muslim).» (Bhavishyat Puran bind 3 vers: 3)»

Disse egenskapene passer til punkt og prikke med profetiene og egenskapene til profeten Muhammad[sa] og hans etterfølgere.

Det er derfor ingen tvil om at den siste lovgivende profet er Profeten Muhammad[sa].

Kilde: www.alislam.org

Jødedommen og kristendommen

I mosebøkene blir det sitert:

«Da sa Herren til meg. «De har rett i det de sier. Av deres landsmenn vil jeg la det fremstå en profet som deg iblant dem. Jeg vil legge mine ord i hans munn, og han skal tale til dem alt det jeg befaler ham. Den som ikke hører på de ord han taler i mitt navn, ham vil jeg kreve til regnskap. Men drister en profet seg til å tale noe i mitt navn som jeg ikke har befalt ham, eller taler han i andre guders navn, da skal den profeten dø» (5.mos 18, 15-20)

Profeten omtalt i disse versene var ikke Jesus eller noen andre israelittisk profet, siden ingen av dem påsto at de var profeten som skulle bli sendt.

I Johannes evangeliet har det blitt skrevet at menneskeheten venter på 3 ulike profeter. Elias, Kristus og deretter en svært høyverdig profet. Denne profeten var profeten Muhammad[sa].

Et annet sitat fra Det nye testamentet er slik: «Derfor sier jeg dere: Guds rike skal bli tatt fra dere og gitt til et folk som bærer de fruktene som tilhører riket.» (Mat. 21.43)

Her har Jesus[as] gjort det klart at profeten som skal komme etter ham, ikke vil være en av israelittene.

Kilde: www.bibel.no, www.alislam.org

PROFETIER OM MUHAMMAD[SA] I ANDRE RELIGIONER

Skrevet av Manha Malik – Nittedal

Det er flere profetier som har blitt skrevet ned i tidligere religiøse skrifter. Sentralt, skal denne teksten handle om ulike profetier angående profeten Muhammad[sa] ankomst.

I Surah Al-Baqarah vers 137 blir det sagt følgende: «*Si dere: Vi tror på Allah og det som er blitt åpenbart for oss, og det som ble åpenbart for Abraham og Ismael, og Isak og Jakob og deres etterkommere, og det som ble gitt Moses og Jesus, og på det som ble gitt (alle) profetene fra deres Herre. Vi gjør ikke noen forskjell på dem; og vi er Ham hengivende.*»

Allah har sendt utallige mange profeter gjennom tiden. Hadrat Adam, Noah, Abraham, Moses, Jesus, Krishna og Confucius (fred være med dem) er noen eksempler. Vi muslimer har akseptert dem som profeter fra Gud. Vi mener imidlertid at deres lære var tilpasset og begrenset til deres tid. Hvis Moses[as] hadde blitt sendt til Spania på sin tid, kunne det ha endt med et annerledes resultat.

Hans lære var tilpasset for folket i Egypt på den tiden. Da menneskeheten oppnådde sin fulle utvikling og var klar for å ta imot universell lære ble den hellige profeten Muhammad[sa] sendt.

En ung jente spurte Hudoor[aba] om at leger anbefaler fysisk aktivitet og trening fordi det er svært viktig for kroppen vår, og vi påstår at bønn er en form for trening. Hvordan kan dette vitenskapelig bevises?

Hudoor[aba] svarte; ***«Dette virker som en unnskyldning for å ikke komme seg i aktivitet, at du ikke trenger å trene bare fordi du har lest bønn. Selv jeg gjør begge deler, jeg både leser bønn og trener. Bønn er en mild form for aktivitet som én har mulighet til å utføre i løpet av dagen. Det å si at man har beveget seg tilstrekkelig ved å lese bønn er ikke riktig. Hvis du fortsetter slik (tror at bønn er tilstrekkelig trening) etter at du har giftet deg, kommer du til å ende opp som overvektig. Trening er svært viktig, og bønn er bare en liten del av det å holde seg rask og kvikk. Kvinnenes kropp legger naturligvis raskere på seg. De bør derfor trene regelmessig for å holde vekten i balanse. En ung ahmadiyyamuslim i Storbritannia forsker på hvordan forskjellige bevegelser i bønn holder oss i form.***

Kvinner har en tendens til å be i sittende stilling når de går opp i vekt. Jeg har sett at kvinner som har giftet seg og blir gravide, eller får en liten skade på kroppen, umiddelbart begynner å be i sittende stilling, selv om de i utgangspunktet kan be stående. En kinesisk kvinne deltok i de olympiske lekene mens hun var gravid og kom hjem med en gullmedalje. Hos oss, under en tilsvarende situasjon, observerer vi det motsatte; kvinner begynner å be i sittende stilling».

Den riktige måten å feire fødselsdagen på

En ung jente spurte Hudoor[aba], ***«Vi blir frarådet å feire bursdag, men likevel har flere familier en liten feiring der de spiser kake»***

Hudoor[aba] svarte: ***«En annen waqf-e-nau i England har også stilt meg tilsvarende spørsmål, der hun nevnte at det frarådes å feire bursdag. Jeg svarte henne at dette ikke er tilfellet. Det er bare måten vi feirer på som er annerledes.***

Vi feirer bursdag slik at vedkommende står opp tidlig, leser to frivillig bønn (nawafil), viser takknemlighet overfor Allah fordi han/hun har levd sine tidligere år i velbehag, og ber for at de kommende dagene i livet også skal være gode. Videre bør dere ofre noe i form av penger som går til mat for de fattige, istedenfor å bruke de på kake. Dette er den virkelige måten å feire på, og det er slik en ahmadiyyamuslim bør feire sin fødselsdag.

Bønn bør være ditt fundament når du feirer den dagen du kom til verden. Derfor bør dere be frivillig bønn i tillegg til de som er pålagt. Særlig waqf-e-nau bør be til Allah for at de kommende dagene i livet blir gode, slik som dagene hittil har vært. Be for at Allah gir dere styrke til å holde løfte dere har avlagt, og beskytter dere fra det onde og holder dere friske slik at dere kan tjene menigheten».

Waqfat-e-nau med Hadrat Khalifatul-Masih V[aba]

Canada 20. Mai 2013

Oversatt at Maryam Rizwan og Ramla Haroon

bilde

Oppdragelse av barn:

En jente spurte Hudoor[aba] om hva bør vektlegges mest i oppdragelsen av barn, altså hva som er viktigst.

Hudoor[aba] svarte: «***Bønn. Den utlovede Messias[as] har skrevet at: 'Jeg forstår ikke folk som forbyr og forhindrer sine barn, forteller dem hva de skal gjøre, hvor de skal og ikke skal gå, eller slår dem. Slik er det i vårt samfunn.Barna blir slått av foreldrene helt opp til 10/11 års alder, når barnet selv ikke kan stå opp mot slik behandling. De stopper først når barna blir tenåringer og truer med å ringe til politiet. Derfor sier den utlovede Messias[as] at man ikke bør begrense og kontrollere barna hele tiden. Legg mer vekt på å opplyse dem og be.' I går skulle jeg til å lese et utdrag, men det var for lang, så jeg lot det være. I den sto det også at hvis du vil oppdra dine barn, så må du først og fremst be for dem, istedet for å slå og straffe.***

Det nest viktige i oppdragelsen er å være et forbilde for barna. Hvis foreldrene ikke ber selv, men får barna sine til å be; ber dem resitere Koranen, men aldri gjør dette selv og hvis de aldri leser religiøse bøker selv og heller ser på tv-program (så vil ikke barna lytte til foreldrene). Jeg vet ikke om det er slik her eller ikke, men i Europa kommer det en advarsel før tv-program som ikke er ment for barn. Det er upassende innhold i dem, derfor kommer advarselen. En ahmadiyyamuslim burde ikke se på slike programmer. Hvis foreldrene selv ser på et program som barn ikke får lov til å se, vil det påvirke barna negativt. Man må være et forbilde først.

Det tredje som er viktig i oppdragelsen, er at foreldre bør aldri snakke mot trossamfunnet. Barna vil høre dette og miste respekt for trossamfunnet de tilhører. Hvis det er små uenigheter kan man snakke med president Lajna Ima'illah, og hvis det er større problemer kan man snakke med meg.»

Kvinner bør være mer fysisk aktive

Waqfate
Hadrat Zainab bint Jahsh[ra]

Tehmida Seher

Hadrat Zainab bint Jahsh[ra] ble født cirka i år 590 i Mekka. Hun tilhørte den adle familien, Quraisj. Hadrat Zainab var en veldig rettferdig, sannferdig, gudsfryktig og velstående dame. Hun var alltid snill med slektningene sine og passet alltid på at de hadde det bra. Hadrat Ayesha[ra] hyllet Hadrat Zainab[ra] ofte på hvor godhjertet hun var. Hun sa ofte at hun ikke har sett noen andre kvinner som var så fromme som Hadrat Zainab[ra].

Vår kjære Profet[sa] var Hadrat Zainab[ra] sin fetter og senere hennes ektefelle.

Hun var datter av Jahsh ibn Riyab[ra] og Umama bint Abdul Muttalib[ra]. Moren til Hadrat Zainab[ra] var en av søstrene til faren til vår kjære Profet[sa]. Broren hennes Hadrat Abuallah bin Jahsh aksepterte islam med engang han fikk budskapet til islam. Kort tid etter konverterte resten av familien til Hadrat Abuallah[ra] inkludert Hadrat Zainab[ra]. Familien til Hadrat Zainab[ra] regnes derfor til å være blant de første til å akseptere islam. Hun var også blant de første muslimene som måtte flykte til Medina på grunn av forfølgelse av muslimene i Mekka. Hadrat Zainab[ra] flyktet til Medina med broren sin Hadrat Abuallah[ra].

Da Hadrat Zainab[ra] hadde bodd en stund i Medina, spurte profeten Muhammad[sa] om Hadrat Zainab[ra] sin hånd i ekteskap for sin adoptivsønn Hadrat Zaid Bin Harithah[ra]. Først likte ikke Hadrat Zainab[ra] tanken på å gifte seg med en mann som tidligere hadde vært en slave, men siden det var et ønske fra profeten Muhammad[sa] godtok hun det etterhvert.

Dessverre, etter bare to år kom deres ekteskap til en ende. Hyklere av islam på denne tiden spredte falske rykter om årsaken til skilsmissen mellom dem og påstander om hvorfor Profeten[sa] selv giftet seg med henne senere. Noen av disse ryktene var blant annet at profeten Muhammad[sa] (Gud forby) ble betatt av skjønnheten til Hadrat Zainab bint Jahsh[ra]. Og derfor påsto hyklerne at vår kjære Profet[saw] tvang sin adoptivsønn å skille seg fra sin kone, slik at Profeten[sa] selv kunn gifte seg med henne.

Disse ryktene og påstandene gir ikke noe mening , siden Hadrat Zainab[ra] var kusinen til den hellige Profeten[sa] hadde han tilbragt nesten hele livet sitt med henne, selv før purdah-budet. Det var selv Profeten[sa] som arrangerte ekteskapet hennes med Hadrat Zaid[ra].

Hadrat Zainab[ra] giftet seg med den hellige Profeten[sa] i en alder av trettifem år som i den tiden ble regnet som en veldig sen alder å gifte seg i. Hadrat Zainab[ra] var gavmild og passet alltid på å hjelpe de trengende så mye hun kunne. Hadrat Aisha[ra] siterte engang at: Profeten Muhammad[sa] sa til oss at den første til å gå bort blant dere etter min bortgang er den som har de «lengste hendene». Videre siterer Hadrat Ayesha[ra]:"Vi tok det Profeten[saw] sa bokstavelig og pleide ofte å sammenligne våre hender med hverandre. Det var ikke før etter bortgangen til den hellige Profeten[sa] at vi skjønte betydningen av det. Hadrat Zainab Bint Jahsh[ra] gikk bort først etter han, og det Profeten[sa] mente ble avslørt. Uttrykket «lang hånd» brukte Profeten[sa] for å referere til veldedighet og almisser, og ikke fysiske hender."

På denne måten rettet han[sa] oppmerksomheten mot midlene for å oppnå et rettferdig avkom og et harmonisk hjem. Hvis en mor er rettferdig, vil også barna vanligvis være rettferdige. Ingen rikdom kan sammenliknes mot den tryggheten og indre gleden som en får grunnet rettferdig avkom. En troende og rettferdig avkom er det eneste som bringer øynes fryd hos en troende, og enhver ahmadiyyamuslim bør strebe for det. Den hellige Profeten[sa] har sagt at hvis du vil beskytte din neste generasjon, bør du legge stor vekt på rettferdighet.

Enhver ahmadiyyamuslim bør huske at det er ingen bedre avsetning for livet eller materialistisk verden enn en rettferdig kvinne. En rettferdig kvinne vil beskytte hjemme ditt, og hun vil oppdra barna dine med høy moral. Som et resultat vil du arve både de fysiske og de åndelige velsignelsene.

Islams lære er veldig balansert; den er verken overdreven eller mangelfull. Hvis denne læren følges vil det føre til fred og orden i samfunnet, og vil være beskyttet mot det onde.

Det er ingen skade i å sitte sammen med familien og bli kjent før man tar en avgjørelse. Mange egenskaper og atferd blir synlige i et slikt møte. Det vil også hjelpe med å bli kjent med hverandre og evt. dårlig oppførsel/vaner vil komme frem. Slikt er bedre å finne ut av før ekteskapsinngåelse for å slippe problemer senere. Hvis gode egenskaper er synlige, kan det utvikles en bedre forståelse rundt frieriet, og noen ganger kan et bånd med den foreslåtte personen utvikle seg før bryllupet.

Måtte Allah gjøre oss i stand til å velge våre ektefeller i henhold til bud fra den hellige Koranen. Måtte Han hjelpe alle foreldre som er bekymret for deres barns ekteskap. Amen.

<u>Arbeid i henhold til shora- forslag nr. 2</u>
Utarbeidet av shoba tarbiyyat

Valg av ektefelle

Helligheten av ekteskap er veldig tydelig i Islam. Ved ekteskapsinngåelse inngår mann og kvinne en sterk pakt overfor Gud, en kontrakt som bør beskyttes og pleies etter vår beste evne.

Utdrag fra fredagspreken Hadrat Khalifatul-Masih V[aba], 24. desember 2004

I en hadith beretter Hadrat Abu Hatim[ra] at den hellige Profeten[sa] sa: “Hvis en mann med god moral og fromhet frir, bør hans forespørsel bli akseptert. Hvis en ikke godtar et slikt frieri, vil splid spre seg i verden.” Videre sier Hadrat Abu Hatim[ra] at: ‘Den som stilte spørsmålet i utgangspunktet ville si mer, men Profeten[sa] gjentok samme svar 3 ganger til.’ (Tirmidhi, Kitab-un-Nikah)

Den hellige Profeten[sa] har lagt vekt på at hvis en mann er rettferdig, bør hans frieri aksepteres selv om han ikke er velstående. Det er Allahs løfte at Han vil øke en person i velstand hvis han er standhaftig i sin tro. Når et frieri mottas for døtrene, bør ikke svaret forsinkes. Dersom rettferdigheten til personen er tilfredsstillende bør frieriet aksepteres.

Tilsvarende instruksjoner har Profeten[sa] gitt til menn også; at en kvinnes fysisk skjønnhet og materielle eiendeler bør ikke være grunnlaget for valg som ektefelle. Hennes rettferdighet bør vektlegges mest.

Hadrat Abu Hurairah[ra] har fortalt at den hellige Profeten[sa] sa: «Det er fire grunner til at en mann gifter seg med en kvinne; hennes rikdom, hennes familiebakgrunn, hennes skjønnhet, eller hennes rettferdighet. Du bør imidlertid foretrekke en rettferdig kvinne. Måtte Allah velsigne deg med en rettferdig kone.» (Bukhari, Kitab-un- Nikah)

Father of surgery

Al-Zahrawi spesialiserte seg på å **kurere** sykdommer og var spesielt kjent for sin **kirurgiske kunnskap**. Han fant opp flere apparater som ble brukt under operasjoner. Han var også den **første** til å illustrere de forskjellige apparatene som ble brukt til å fjerne vorter. **Underveis** som Al-Zahrawi studerte kom det en **slavejente** til ham. Slavejenten hadde kuttet sin egen hals i et **selvmordsforsøk**. Al-Zahrawi sydde såret, og jenta ble **frisk**, og han beviste dermed at et snitt i **strupehodet** kunne heles. Denne oppdagelsen hadde **stor betydning**. I tillegg til dette så er Al- Zahrawi også kjent for å ha utført **kirurgiske behandlinger** på hodeskader, hodeskallebrudd, ryggmargsskader osv. Al- Zahrawi skrev boken **Al- Tasrif**. Boken inneholdt kapitler om kirurgi, medisin, ortopedi, oftalmologi, farmakologi og ernæring. I den beskrev han over **300 sykdommer** og deres **behandlinger**. Han inkluderte også bruken av over **200 kirurgiske instrumenter**, hvordan man bruker dem og hvordan de utviklet seg. Mens han var berømt for boken sin, var Al-Zahrawi også en **utøver og lærer**. Som en anerkjennelse av hans ferdigheter ble han utnevnt til **lege** for Kong Al-Hakam II av Spania.

http://broughttolife.sciencemuseum.org.uk/broughttolife/people/albucasis

https://en.wikipedia.org/wiki/Al-Zahrawi

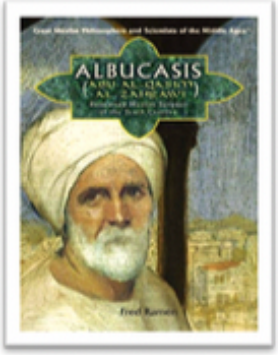

Abu Al-Qasim Khala
940 – 1013 (73 år)
Medina Azhara – Cordoba
Islamk Forsker
Lege, Kirurg Og Kjemiker
f ibn Abbas

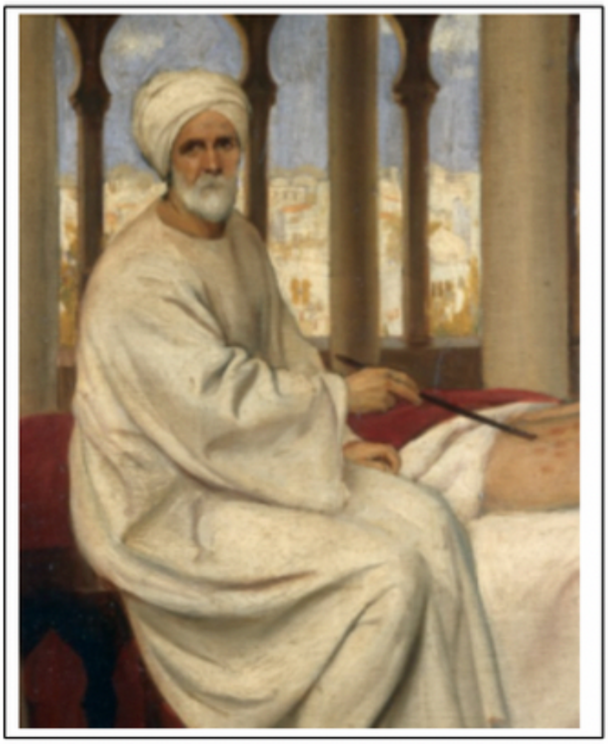

Oppfinnelser

Al- Zahrawi **oppfant** kirurgiske instrumenter. Han hadde en samling av over **200 kirurgiske instrumenter**. Noen av instrumentene han fant opp var skalpeller, curetter, inntrekkere, kroker, stenger. Han oppfant også en **tang** for å trekke ut et dødt foster. Disse **oppfinnelsene** blir fortsatt brukt i dag, og er til stor nytte. Det Al- Zahrawi har funnet opp har hjulpet menneskeheten i stor grad.

https://www.youtube.com/watch?v=jmHl9pgQWXc

rettferdig vis. Den hellige Koranen har lagt stor vekt på at mat skal være rent, og ikke råttent.
Et annet vers fra Koranen forteller oss om andre ting som er *haram*:
«Å dere som tror, vin og lykkespill, og avgudsdyrkelse og pil (til loddkasting) er ikke annet enn urenhet, et Satans verk. Unngå da dette, for at dere skal fullkommengjøres» (Sura Al Ma'idah vers 91)
I dette verset fortelles det at vin, lykkespill, avgudsdyrkelse og loddtrekning ikke er lov i islam. Lykkespill og loddtrekning er haram fordi det kan være vanedannende. Ønsket om å vinne får en til å bruke penger en ikke har og flere havner i økonomiske problemer. Det har blitt observert at dersom man ikke får kontroll på denne vanen, kan det føre til oppløsning av familier og i verste fall selvmord. Allah fraråder slike spill grunnet avhengigheten som fører til disse forferdelige konsekvensene. Det samme gjelder all mat som man blir avhengig av, det vil si at hvis man blir avhengig av for eksempel å drikke te/kaffe, bør man holde seg unna disse.

Ting forbys å spise eller gjøre i islam fordi Allah vet at de er skadelige for oss. Av samme grunn vil ting som fører til 'haram' eller ugunstige handlinger også være forbudt, som å være samboere uten å ha giftet seg eller selge alkohol. Disse handlingene vil føre til skade på både individet og samfunnet. Alkoholbruk kan føre til tap av kontroll på sin egen kropp og tanker og man vet aldri om man kan skade noen andre eller havne i uønskede situasjoner grunnet misbruken.

Noen ting er blitt tillatt i Den hellige Koranen for å skåne samfunnet mot uheldige konsekvenser, men som bør velges som siste utvei. Et godt eksempel på dette er tillatelsen om skilsmisse.

Den hellige Koranen er en bok som både gir bud om hva som er tillat og ikke tillatt og forklarer fordeler og ulemper ved de forskjellige budene. Den fysiske helsen og vanene avgjør den åndelige helsen. Ved å følge retningslinjene gitt av Allah, den opphøyde kan vi bli bedre mennesker og komme nærmere vår Skaper.

Halal, haram og tayyab

Momna Ahmad

Halal og Haram er to begreper som ofte blir brukt blant muslimer, tayyab er et annet begrep som blir brukt i Koranen for å beskrive det som er rent. Men hva er egentlig betydningen av disse brgrepene og hvem er det som bestemmer hvilke ting faller under hver av disse kategoriene?

Det er mange som assosierer begrepet halal og haram med det som er tillatt og ikke tillatt å spise ifølge islamsk lære, men disse begrepene blir fakisk brukt for andre ting også.

I to vers fra Koranen som angår dette temaet står det:
«Å, dere som tror, spis av de gode ting som Vi har forsynt dere med, og vær takknemlige mot Allah, hvis det er Ham dere (virkelig) tjener. Han har forbudt dere det selvdøde og blod og svinekjøtt og det som et annet navn er påkalt over. Men den som er tvunget, uten å begjære eller overtrå grenser, over ham kommer det ingen synd, sannelig, Allah er Tilgivende og Barmhjertig.» (Sura al-Baqarah, vers 173-174)

Ordet haram betyr «det som ikke er tillatt», og de første tre tingene som Allah forbyr ifølge disse versene er det selvdøde, blod og svinekjøtt. Disse tre tingene er skadelig for kroppen, og det som er skadelig for kroppen er skadelig for ånden, dette inkluderer alkohol. Det siste forbudet handler om å ikke spise noe som har et annet navn påkalt på seg enn Allah, dette er fordi det kan føre til skade for det moralske og det åndelige, og kan utsette oss for avgudsdyrkelse (dvs. å sette noen lik ved Allah). Men Allah gir oss troende tillatelse til å bruke forbudt mat hvis nødvendig, det vil si i situasjoner som angår liv og død.
Den hellige Koranen har brukt to uttrykk for å veilede oss om mat som kan spises, altså halal og tayyab. Halal betyr «det som er lovlig». Kjøtt er halal hvis det er rent, ervervet på rettferdig vis og slaktet i Allahs navn og at alt blod har blitt tappet ut av dyret. Noen ganger er det vanskelig å få tak i halalkjøtt på grunn av de statlige lover og regler angående matvarer. Da kan kjøtt som ikke er slaktet på halal vis brukes hvis den er *tayyab,* som betyr rent og ervervet på

mulighet til å håne og spotte dem, men når bespottelsen tar slutt, manifesterer Gud Sin hånds andre kraft. Han skaper Selv slike omstendigheter som leder til fullkommengjørelse av det tilsynelatende delvis oppnådde målet." (Testamentet, s. 11-12).

Etter bortgangen til den første kalifen, prøvde noen få folk å skape splid og dele menigheten i to. De forsøkte å overbevise de utdannende mennesker om å støtte dem og begikk handlinger for å hindre kalif-valget. De ønsket å utsette valget i flere måneder og det var ikke akseptabelt. Den andre gruppen som ønsket kalifatet og ville samle seg under en kalif valgte Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] som kalif, og tok troskapsed med ham.

Etter bortgangen til den andre kalifen[ra] begynte fiendene å vise motstand igjen. Men Guds plan lot dem ikke lykkes. Det samme skjedde under perioden til den fjerde kalifen[ra]. Menigheten valgte å stå sammen på en side og Allah, den allmektige erstattet frykten med fred. I 1984 kom presidenten i Pakistan med en lov, som gikk ut på at medlemmer av Ahmadiyya muslimsk trossamfunn kunne ikke misjonere. Denne loven skapte problemer for ahmadiyyamuslimer som ble hindret i å praktisere islamske bud. På den ene siden var det statlige lov og reguleringer som hindret menigheten i å gjøre sitt misjonærarbeid, og på den andre siden var det Allah den Allmektige som hadde lagt en Egen plan. Den fjerde kalifen måtte komme seg vekk fra landet på grunn av motstand, men han nektet å rømme i skjul. Allah, den allmektige hjalp ham med å forlate landet på en respektfull måte, mens motstanderne ikke klarte å hindre det.

Presidenten forsøkte å hindre Hadrat Khalifatul-Masih IV[ra] fra å spre budskapet til Den utlovede Messias[as] i Pakistan. Imidlertid i utlandet hjalp Allah med å utføre dette arbeidet på bedre måte. Når den fjerde kalifen kom seg ut fra landet spredte menigheten seg raskere enn noen gang. Det er velsignelser fra Allah den allmektige. Etter bortgangen til den fjerde kalifen vitnet hele verden på nytt hvordan den nåværende kalifen[aba] ble valgt.

Dette er båndet mellom menigheten og kalifatet. Det er umulig å benekte at Allah den allmektige står ved denne menigheten. For kalif er en leder som er kåret av folket, men valgt av Allah, den opphøyde.

Gud velger kalif

Maria Malik

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ
قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا
یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ -(24:56)

Oversettelse: “Allah har lovet de av dere som tror og handler rettferdig, at Han sannelig vil gjøre dem til etterfølgere på jorden, slik som Han skjenket etterfølgere (blant dem) før dere, og Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han har utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet (og fred) etter deres frykt; de vil tjene Meg (alene) og ikke sette noen opp ved siden av Meg. Og den som er vantro etter dette, disse er de som er ulydige.” (24:56)

Ifølge en hadith fra Musnad Ahmad er det blitt berettet av Hadrat Hudhayfah[ra] at Profeten[sa] sa: “Profetdømmet vil forbli blant dere så lenge Allah vil. Så vil det følges av kalifatet underlagt profetdømmet, og forbli så lenge Allah vil. Deretter vil despotisk kongedømmet bli etablert og skal vare så lenge Allah vil. Det vil etterfølges av tyrannisk kongedømme og det vil forbli så lenge Allah vil. Deretter vil Allah avslutte denne epoken av tvang og undertrykkelse. Så vil kalifatet underlagt profetdømme bli etablert. Etter dette ble Profeten[sa] stille.” (Musnad Ahmad bin hanbal, bind 4, s. 273)

Den utlovende Messias[as] sier: “... Og Han vil skjenke denne menigheten fremgang, noe ved min hånd, og noe senere. Dette er Guds handlemåte, og slik har det vært helt siden Han skapte menneskeheten på jorden. Han hjelper sine profeter og sendebud, og skjenker dem fullkommen seier... Gjennom deres hånd legger Gud spiren for sannferdigheten, som de ønsket å spre i verden, men Han lar dem ikke helt fullføre misjonen. I stedet lar Han dem dø på et slikt tidspunkt at det virker som om de har feilet i sitt oppdrag. Dette gir fienden

Det at paradiset ligger under morens føtter vil si at en mor er den mest sentrale og viktigste kilden for den religiøse og verdslige kunnskapen og opplæringen. Hvis mødre er dydige, vil avkommet deres finne paradiset ved hennes føtter.

Under den årlige samlingen i Pennsylvania i USA (2008) holdt Hadrat Khalifatul-Masih V[aba] en tale til kvinner og sa at: «*Kvinner har en veldig høy stilling i religionen. Profeten[sa] sa at paradis ligger under morens føtter. Det er kvinnen som er sjefen i huset. Kvinner har gitt eksemplariske ofre i ethvert felt. De fleste av dere er velutdannede og kunnskapsrike kvinner. Dere gir et løfte om å alltid holde ved sannheten, gi god oppdragelse til deres barn og alltid være klare til å beskytte kalifatet. Stå ved dette løftet og gi opplæring til alle kvinner. Husk at det å gi god opplæring til dine barn (og andre kvinner), vil føre til at de blir i stand til å arve paradiset. Om ikke opplæringen er god vil du både bli ydmyket i denne verden, men også få Guds straff.*»

Videre sa Hudoor[aba] at :

'Det er flere kvinner som velger å jobbe som følge av økonomiske begrensninger og behov. Det fører ofte til at det blir lagt mindre vekt på den religiøse opplæringen og bønn, noe som resulterer i at barna ikke kjenner sin egen religion. Be for deres barn, og gi dem opplæring om religionen. Forklar dem viktigheten av å følge religiøse bud fra en ung alder. Vær et godt eksempel for dem. Et godt forhold til trossamfunnet medfører et bedre forhold til Gud.'

Hudoor[aba] forklarte at det å ikke gi den religiøse læren til sine barn, vil være som å drepe dem. Da er det bedre å lide økonomisk i en periode og heller ta deg tid til dine barns religiøse opplæring fra ung alder. Barna deres vil være som en investering. Gjennom dem kan dere både tjene samfunnet og Jama'at, Så oppdra dem på den beste måten. Hvis foreldre gir dem godt med kunnskap om religionen og gir dem et godt miljø, blir de et nyttig ressurs for samfunnet og samtidig tjene troen. Det vil også føre til at de ber for sine foreldre.'

Måtte Allah gjøre oss i stand til å følge disse rådene og tilbringe mer tid sammen med barna våre. Bli mer kjent med dem slik at vi kan på bedre måte lære dem om den religiøse læren og oppdra dem til å bli et rettferdig menneske.

Verdien som ligger i morsrollen, har vært svært sentral i flere hadith:
En mann kom bort til Profeten[sa] og spurte: ***«Hvilken person skal jeg verdsette mest?»*** Profeten[sa] svarte: ***«Din mor.»*** Mannen spurte igjen: *«Og så hvem?»* Profeten[sa] svarte: ***«Din mor». «Og så hvem?»*** spurte mannen. Profeten[sa] svarte igjen: ***«Din mor»***. Da mannen spurte for en fjerde gang svarte Profeten[sa]: ***«Din far».***

Profeten[sa] har ved flere anledninger rådet de troende til å prioritere omsorg for sin mor. Han sa: «**الجنة تحت اقدام الامهات**»; oversettelse: **“Paradiset ligger ved morens føtter.”**

I en annen hadith har det blitt fortalt om en mann som spurte om Profetens[sa] tillatelse til å delta i Jihad. Profetens[sa] spurte om hans mor lever. Mannen svarte at hun gjør det. Profeten[sa] svarte: ***«Bli hos henne, for paradiset ligger ved hennes føtter.»***

En mor skal både hjelpe og lære sitt barn til å forstå og leve på den mest oppriktige måten. Hun må ha god balanse mellom å lede og hjelpe. En mor skal lære sitt barn å mestre på egenhånd. La barnet finne sin egen vei, men likevel veilede dem. Det vil by på flere utfordringer og moren må ofre både sin tid og prioriteringer. Paradiset er ikke gratis!
Vår fjerde kalif[ra] har i den forbindelse sagt:

> ***«Det er opp til kvinnen å skape nasjonens fremtid. Paradiset som er nevnt er ikke bare det hinsidige paradiset, men også denne verdens paradis. En nasjon som ikke kan nå paradis i denne verdenen, kan ikke leve i høye forhåpninger om det hinsidige paradiset. Sjelen som ikke finner roen i denne verden vil ikke få roen i det hinsidige heller. De som er blinde i denne verden vil bli oppreist blinde. Så fra det aspektet har den muslimske kvinnen ansvarsområder som hører til både denne verden og også til livet etter.»***

Videre sier han:

> ***Det er ikke slik at enhver mor har et paradis under sine føtter. Å, muslimske kvinner! La paradiset strømme under deres føtter. Og at du er velsignet uansett hvor du går. La avkommet ditt og de som får opplæring av deg bygge et paradis i felleskap. Så fra dette synspunktet trenger enhver ahmadiyyamuslimsk kvinne å vurdere, granske og finne ut hvor de selv står.»*** (Tale under Jalsa Salana Qadian 27. des 1991)

PARADISET LIGGER UNDER MORENS FØTTER

Sabika Azam

Foreldre er høyt verdsatt i islam. Det er viktig å vise dem barmhjertighet og respekt. Foreldrerollen har en stor verdi i islam. Den er spesielt betydningsfull, og Gud har gitt et utrolig stort ansvar for deres barn når de blir eldre. Gud har pålagt at man skal ta vare på sine foreldre når det blir vanskelig for dem å ta vare på seg selv. På samme måte som foreldrene hadde blitt pålagt å sørge for sine barn.

«Og din Herre har påbudt: Tilbe ingen annen enn Ham (alene), og (vis) godhet mot foreldre. Om en av dem eller de begge når den høye alder hos deg, så tal aldri nedsettende til dem, og støtt dem ikke bort, men tal et nådig ord til dem. Og senk for dem ydmykhetens vinger av barmhjertighet, og si: Min Herre, vis dem barmhjertighet, slik som de oppfostret meg som liten.» **(17:24-25)**

«Og Vi har pålagt mennesket å øve godt mot sine foreldre. Hans mor bærer ham med smerte og føder det med smerte. Og svangerskap og avvenning av det tar tretti måneder. Og når det så har nådd sin fulle modenhet og har nådd førti år. Sier det: Min Herre, skjenk meg at jeg er takknemlig over Din nåde, som Du har skjenket meg og mine foreldre, og at jeg handler rettferdig, slike (handlinger) som behager Deg, og befest rettferdighet for meg og mine etterkommere, sannelig jeg vender meg til Deg, og jeg tilhører visselig dem som underkaster seg (Din åpenbarte vilje).» **(46:16)**

Det er tydelig ut fra Koranen hvilken verdi som ligger hos foreldrerollen. Likevel har morsrollen fått en sentral plass og fått en spesiell verdi av Gud. Den utlovede Messias[as] har i den forbindelse sagt:

«I Koranen har Gud gitt morsrollen en spesiell verdi siden en mor lider mye for barnet. Uansett hvor smittsom sykdom barnet har, om det er kopper, kolera eller pest, kan en mor ikke forlate sitt barn.» **(Malfoozat, bind 4, s. 289)**

1. **Det første man gjør før bønn er å ha intensjon til å utføre bønn. Vitenskap viser at når man bestemmer seg for å utføre en god gjerning lages det nevrohormoner i hjernen som får man til å føle seg glad og lykkelig.**
2. **Deretter utfører man Wudhu, renselse, før bønnen. Renslighet og hygiene er en vesentlig måte å holde seg frisk på.**
3. **Salat er en utmerket form for trening for å hindre fordøyelsesbesvær. Om morgenen, da magen er tom, må en muslim be færre Raka'at, mens om kvelden etter middag ber man flere Raka'at.**
4. **Ved å utføre Takbir i begynnelsen av salat, beveger man hånd- og skuldermuskelene på en måte at blodstrømmen i overkroppen øker.**
5. **I sajdah berører man pannen med bakken. Denne stillingen øker fersk blodtilførsel til hjernen. I visse former for yoga står man på hodet for samme formål.**
6. **I tashah'hud stilling stilles hofte-, albue-, kneledd-, rygg- og håndledd seg slik at det gir en form for avslapning for hele kroppen. Trykk påføres kroppsdelene som fører til en slags massasje som frigjør spenning.**
7. **Hjertet er det viktigste organet i kroppen. Det leverer friskt blod til alle kroppsvev. Kroppsbevegelsene som utføres under salat er en utmerket treningsform for hjertet.**
8. **Et bemerkelsesverdig vev i menneskekroppen er brusk. Det er unikt i å være et levende vev uten direkte blodforsyning. Den eneste måten den mottar næringsstoffer og oksygen på er ved bevegelser i leddene. Pumpeeffekten tvinger blod inn i leddormrådet som ellers ville bli forbigått. De som sitter ved datamaskin i lange perioder er i større fare for å ende opp med dødt bruskvev som senere vil slites bort. Dette kan gi leddgikt, smerte i ledd og lammelse. Blodforsyningen til ledd hjelper til med bekjemping av bakerier og virus som ellers er vanskeligere for kroppen å bekjempe.**

I tillegg til de mange medisinske fordelene har salat mange åndelige fordeler også som gagner alle muslimer som utfører den på riktig måte. Det er nemlig kur i Salat.

løfte ham kroppslig til himmelen, men at Allah opphøyer tilbederens status hos Ham. Ekte ydmykhet kan bare oppnås ved å konsentrere seg mentalt om Allahs egenskaper. Når hans enorme storhet går opp for noen, har man ikke noe annet valg enn å bli ydmyk.

I den hellige Koranen er det beskrevet mange fordeler ved Salat. Den hellige Koranen sier at bønn avverger ondskap og uanstendighet. Det er det beste middelet for selvrensing og bringer oss nærmere vår Skaper og gjør oss lydige mot Ham. Bønn gir ro i sjelen og fjerner bekymringer fra sinnet, samtidig som den gjør oss punktlig og regelmessig i livet. Det står i den hellige Koranen: «for bønnen holder visselig (mennesket) borte fra skjendige tanker og alt det onde.» (29:46)

En stor fordel med bønn er at når man ber så er hjertet i ærefrykt av Guds majestet og allmakt, og denne følelsen overvinner alle bekymringer som hadde vært kilden til lidelse; og tilbederen begynner å oppleve tålmodighet og styrke.

Der det er åndelige fordeler ved bønn, er det også fysiske og psykologiske fordeler som kan oppnås slik det også kommer fram i en hadith: «Sannelig er det kur i Salat.»

Ifølge en muslimsk lærd, i et urduspråklig blad, Tahazibul Akhlaq (trykt i Aligarh, India) har en muslim som utfører salat regelmessig liten sjanse for å få leddgikt, da de forskjellige stillingene holder bein og ledd smidige.

I lys av hadithen: «Sannelig er det kur i salat.», beskrives noen medisinske fordeler nedenfor:

«Sannelig, de som leser Allahs Bok og holder bønn (regelmessig), og gir ut av det Vi har forsynt dem med, i hemmelighet og åpenlyst, håper på en handel som aldri vil gå tapt. Så Han kan gi dem deres belønning fullt ut og (også) gi dem mer av Sin nåde, for Han er visselig Tilgivende (og) Påskjønnende.» (35:30-31)

Ifølge Den hellige Profeten[sa] er Salat høydepunktet i den troendes åndelige liv. Det er den høyeste formen for guddommelig tilbedelse. En oppriktig bønn er aldri forgjeves. Noen ganger bringer den dype åndelige opplevelsen av den intense kjærligheten til Gud tårer i øynene. Andre ganger fyller en mildere glede av kjærlighet hjertet med sublim lykke. Disse opplevelsene er tegn på at bønnen er levende, meningsfull og fruktbar. Ellers er bare en ytelse av formalitet ikke nok til å komme mennesket til gode. Det ville være å adlyde en ordre uten at hjertet er i det. Derfor er det svært viktig at enhver nybegynner holder dette edle målet foran seg og alltid prøver å få bønnene hans til å bli levende.

Salat kombinerer alle former og grader som uttrykker ydmykhet og underkastelse. Guds tjenere står respektfullt i rekker bak en imam. Alle tilbedere som stiller opp bak imamen, må følge bevegelsene hans på hans kall. Opprop til hver bevegelse er Allah-o-Akbar, bortsett fra når imamen kommer opp fra Ruku-posisjonen, hvor han i stedet for å si Allah-o-Akbar, sier *Sami'Allah-o-Liman Hamidah* som betyr Gud lytter til dem som lovpriser Ham. Ved dette kallet stiller alle tilhengerne seg opp med armene hengende fra sine sider, og sier *Rabbana Wa Lakal Hamd, Hamdan Kathiran Tayyiban Mubarakan Fihi*.

Oppriktighet og ydmykhet er essensen i bønn. Allah påbyr den troende: «De troende er visselig fullkomne, de som er ydmyke i deres bønner,» (23:2-3).
Allahs tjenere som holder seg ydmyk og jordnær framfor sin Gud blir belønnet med Raf'a. Raf'a er et arabisk ord som betyr «å løfte». Det betyr ikke at Allah vil

Viktigheten og velsignelser ved Salat (bønn):

Salmana Batul Ahmad

Salat eller den foreskrevne bønnen er blitt nevnt i Den hellige Koranen som et vesentlig kjennetegn på en sann troende. Den hellige Koranen sier:

«Dette er den (fullkomne) Bok, dette er det ingen tvil om, en rettledning for de rettferdige, (for) dem som tror på det usette, og som holder bønn (regelmessig), og som gir av det Vi forsyner dem med,» (2:3-4)

Bønn eller Salat, hjelper oss å bli kvitt synder; gjør oss mer og mer tilbøyelig mot Gud og gode ting, og renser oss så gradvis. Men dette er ikke alt. Bønn gjør mye mer enn dette. Det bringer mennesket nærmere sin Skaper. Tilbederen prøver å etterligne Gud i sine mest utmerkede egenskaper og blir kontinuerlig forvandlet fra en ydmyk og verdslig person til en meget edel og sublim tjener av Gud. Den hellige Koranen nevner denne særegne kvaliteten på salat ved å
si:

«Foreles det som har blitt åpenbart deg av Boken og oppretthold bønnen (i dens rette form), for bønnen holder visselig (mennesket) borte fra skjendige tanker og alt det onde. Og Allahs ihukommelse er visselig sterkere (enn alle andre tanker). Og Allah vet hva dere gjør.» (29:46)

Bønn er virkelig en sikker og velprøvd resept på renhet i hjertet og sjelen. Det er gjennom salat alene at vi er i stand til å etablere et levende forhold til Allah. Koranen sier:

Hadrat Ayesha[ra] har fortalt at Den hellige profeten[sa] sa at: "10 vaner er en del av menneskets natur: å trimme bart, stelle skjegg (gjelder menn), pusse tenner, rense nesen med vann, klippe negler, holde fingrene rene, fjerne hår i armhulene, fjerne/trimme hår nedentil, vaske med vann etter å ha vært på do, holde seg ren." Den som har berettet denne hadithen sier videre at: Jeg har glemt den tiende vanen, kanskje det var å skylle munn etter mat."

En annen ting den hellige profeten[sa] rådet til var å ikke komme til moskeen etter å ha spist mat med sterk lukt, for eksempel løk. Vi bør ta spesielt hensyn til rådene gitt av vår kjære Profet[sa] og alltid komme til moskeen ren og velduftende slik at vi ikke forårsaker noen ulemper. Vår fysiske renhet har stor effekt på både den fysiske helsen og den åndelige renheten. Hvis vi gir opp fysisk renhet og begynner å lide av dens dårlige konsekvenser, vil det i verste fall resultere i farlige sykdommer samtidig som også vil påvirke vår evne til å utføre religiøse plikter.

Prinsippene om den fysiske renheten nevnt i Den hellige Koranen og hadith er viktige å følge. Hvis vi ikke overholder dem kan det føre til både sykdommer og ellers nedsatt allmenntilstand. Konsekvensene for menneskeheten kan være store; f.eks. pandemier kan forekomme og føre til dødsfall. Koranen har understreket renslighet for kroppen, hus og samfunnet rundt oss. Måtte Gud den Allmektige hjelpe oss med å ta hensyn til ytre og indre renslighet og å følge Guds bud. Amen.

Kilde: Fredagspreken 23.april 2004 av Hadrat Khlifatul-Masih V. Diverse hadith i denne teksten er også hentet fra prekenen.

I en hadith har Profeten[sa] sagt følgende: “En som sørger for å holde veiene rene, oppnår Guds velbehag og belønnes hos Ham.” Profeten[sa] elsket renslighet og formanet andre om det. Dersom Profeten[sa] så noen busker, steiner eller noe skittent liggende på veien pleide han å plukke det opp og legge det til side. I flere tradisjoner kommer det fram at profeten holdt seg selv rent; hans kledning, hår og ellers hele kroppen pleide å være velstelt. På samme måte pleide han å ha det rent rundt seg. Han likte å bruke parfyme. Hadrat Jabir bin Samrah[ra] beretter at: “Ved en anledning da Profeten[sa] strøk kinnet mitt med sin hånd, la jeg merke til at hans hånd luktet så godt som om den nettopp hadde kommet ut av en beholder med eterisk olje.”

Hadrat Abu al-Ahwas[ra] beretter om en hendelse han ble fortalt av sin far: “En gang møtte jeg Hudoor[sa] mens jeg hadde på meg slitte klær. Profeten[sa] spurte: “Har du rikdom?” Jeg svarte: Ja. Profeten spurte: “Hva slags formue har du?” Jeg svarte: “Allah har skjenket meg med all slags rikdom. Jeg eier både kameler, kyr, geiter, hester og har tjenere.” Den hellige Profeten[sa] sa: “Når Allah har gitt deg rikdom, bør din kropp bære preg av Hans nåde og vennlighet.” (Sunan Abi Dawood, Kitab al-Libas)

Islam lærer oss at Gud den allmektiges velsignelser og favører skal uttrykkes gjennom vårt ytre. Det er en måte å vise sin takknemlighet overfor Gud. Likevel er det viktig å ikke vise hovmod og se ned på de fattige og trengende.

Når det gjelder rengjøring av tenner, forteller Hadrat Ayesha[ra] at Den hellige profeten[sa] har sagt at: “Å pusse tenner og holde munnen ren behager Allah.” Hadrat Hudhayfah[ra] har fortalt at: ”Hvis den hellige profeten[sa] våknet om natten, pleide han å pusse tennene med en Miswak (tannbørste).” Ifølge nåtidens forskning, sier tannleger at tannpuss bør gjøres om morgenen og kvelden. Munnen har utallige bakterier. Det er kjent at minst seks hundre bakteriearter kan feste seg til tennene. Den hellige profeten[sa] formanet oss for femten hundre år siden om å pusse tenner når man våkner. I tillegg til dette var Profeten[sa] nøysom angående generell hygiene. Han pleide å vaske hendene både før og etter mat.

Renslighet er en del av troen

Maha Qureshi

Islam er en fullkommen religion der mange ting beskrives detaljert. Dersom disse budene følges, blir både personlighet og karakter hos et menneske forbedret. Følges disse budene imidlertid av en troende person vil vedkommende forbedre sitt forhold til Gud. En av disse budene er renslighet. Allah elsker renslighet og dermed også elsker de som er rene. I Den hellige Koranen sier Allah, den opphøyde at:

> "For Allah elsker visselig dem som vender seg til Ham, og Han elsker dem som renser seg." (Sura al-Baqarah vers 223)

Ifølge dette verset blir mennesket faktisk blant Allah den allmektiges elskede ved å holde seg rent. Som ahmadiyya muslim er det vår plikt å være spesielt oppmerksom på vår ytre og indre renhet slik at vår sjel og kropp kan ta til seg kjærligheten til Gud den allmektige.

I en hadith har Hadrat Abu Malik al-Ash'ari[ra] berettet at Profeten[sa] sa: «Renslighet er halve troen». I en annen hadith relatert av Hadrat abu Musa Asha'ri[ra] står det at Den hellige Profeten[sa] har sagt: "Renslighet er en del av troen."

I denne forbindelse sier Hadrat Khalifatul-Masih V[aba] i en av sin fredagsprekener at: "I Pakistan og andre fattige land der det ikke er noe system for avfall, kaster folk søppel utenfor huset, selv om det er like viktig å holde miljøet rent som det er å holde huset sitt rent. Når man kaster avfall utenfor huset fører det til vond lukt og kan forårsake sykdommer."

Prøvelser skjer slik at folk kan bli minnet om istighfār

Hungersnød og alle slags katastrofer som treffer verden er ment til å få folk til å konsentrere seg om istighfār... Medlemmer av ahmadiyya trossamfunnet går gjennom vanskeligheter, som betyr at vi bør være mer hengivne i våre bønner og istighfār. Med å utføre istighfār menes det ikke kun å lese ordene Astaghfirullah, astaghfirullah. Det som er vikig er at man skal med hele sitt hjerte søke tilgivelse og be for å ikke lide grunnet konsekvenser av sine begåtte synd. Det betyr også å søke Guds hjelp for å kunne handle godt i framtid og ikke tre feil.

Allah aksepterer omvendelse (Taubah)

Taubah betyr å vende seg mot Allah og søke tilgivelse for sine synder. Når et menneske vender seg mot Allah med det løftet om å aldri begå synd igjen og for å alltid kjempe for å unngå det, vil Allah akseptere dens taubah grunnet disse følelser og intensjoner.

Omvendelsensdagen er den beste dagen i ens liv

Den utlovede Messias[as] har beskrevet dette slik:
'Hvilken dag er mer velsignet enn fredag og to Eid dagene? La meg fortelle deg at dagen en person gjør taubah eller omvendelse er den beste dagen av alle og til og med bedre enn Eid. Det er denne dagen når alle de handlingene som drar en nærmere helvete og guddommelig vrede blir slettet og syndene blir tilgitt. Hvilke andre dager eller Eid kan være så velsignet for en person enn den dagen som beskytter ham mot helvete og den evige vreden? En som angrer var tidligere adskilt fra Gud og et mål for Hans vrede, men som nå trekkes nærmere Gud og holdes unna helvete og straff, grunnet Hans nåde.

Ayat al-Kursi er et ledende vers

Hadrat Abu Hurairah[ra] beretter at Den hellige profeten[sa] har sagt at: "Alt har et høydepunkt, og høydepunktet for Den hellige Koranen er sura Al-Baqarah. I denne suraen er det et vers som leder alle vers i Koranen, og det verset er Ayat Al-Kursi." Som forklaring på denne hadith sier Den utlovede Messias[as] at: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ, vil si at: Allah er den sanne Gud, det er ingen andre gud bortsett fra Ham; Han er livet til alle levende vesener, Han er opprettholderen til alt levende. Den bokstavelige oversettelsen av dette verset er at: Han er den levende Gud, og Han er selvopprettholdende. Derav kommer det fram at hvis Han er den levende Gud og er selvopprettholdende så har alle de andre levende vesener opphav fra Ham. Og alt som er til stede i himmelen og jorden eksisterer gjennom Hans vesen.

Shafa'at betyr å be for sin neste med hele sitt hjerte:

Når en person ber for en annen kommer det også inn under shafa'at. En troende bør alltid be for andre... Ifølge den hellige Koranen betyr Shafa'at at en person ber for sin neste slik at vedkommende oppnår det den ønsker. Det betyr at en troende bør be for en som har bedt om det. Det er et påbud i Koranen at en som er nærmere Gud bør be for sin bror slik at han også oppnår denne statusen.
Det er betydning av Shafa'at. Derfor ber jeg inderlig for mine brødre slik at Allah gir dem styrke og fjerner deres prøvelser, og dette er også en slags sympati.
Den utlovede Messias[as] sier at: Alle mennesker er som en kropp og Allah har derfor sagt at selv om aksept av vår Shafa'at er Hans domene, er det viktig at vi fortsetter å be for våre brødre.
Dette betyr at vi bør ikke holde oss tilbake fra å be for våre brødre siden det er deres rett overfor oss.
Oversatt fra:
Engelsk resyme, sendt av Ch. Hameedullah Wakil A'la Tahrik Jadid Anjuman Ahmadiyya Pakistan Datert: 8.feb.201

Betydning og forklaring av Allahs attributt Al-Hamīd

Hudoor[aba] sa: Ha-Mim er akronymer, som også er kjent som *Huruf Muqatta'at*. Her står de for Hamīd og Majīd. Hamīd betyr verdig lovprisning og en den sanne lovprisningen hører til. Med andre ord, Gud alene skal lovprises. Som forklaring til ordet Hamīd, sier Den utlovede Messias[as] at: "Det bør være klart at hamd er ros som tilbys en som er verdig på grunn av hans gode handling. Det gjelder osgå en som har gitt en gave av egen vilje og gjort en tjeneste. Den sanne lovprisningen er kun aktuelt for en som er kilde til all nåde og lys og som bevisst gjør en tjeneste; ikke ubevisst eller grunnet noen slags tvang. En som er verdig lovprisning og fortjener ros er den som viser nåde uansett behov eller bakenforliggende motiv, og fortsetter å vise uendelige velsignelser. Disse betydningene av *hamd* dekkes bare av Gud som er allvitende, altseende. Han er den sanne velgjøreren, og alle fordeler, først som sist, stråler ut fra Ham. All lovprisning i denne verdenen og i den kommende tilhører Ham."

Bli kjent med Gud gjennom Hans attributter

Hudoor[aba] sa: Sørg for å lære om Guds velsignelser og attributter, og søke etter måter å lovprise Ham. Streb etter det som en grådig person. Når du oppnår det perfekte stadiet eller i det hele tatt får det minste snev av det, vil det være som om du har funnet Ham. Og det er en hemmelighet som kun blir avslørt til rettledningens søkere. Slik er din Herre og Mester som er den perfekte i Sitt vesen og besitter alle perfekte attributter og lovprisninger. Han er i besittelse av et vell av hamd og besitter all lovprisning og alt som er verdig lovprisning. Vi bør være klar over og forstå at Gud er kilden til hamd slik at vi også kan gjenkjenne Hans andre attributter.

Betydning og forklaring av Allahs attributt; Al-Majīd

Allah den opphøyde sier at Han er «Majīd»; den majestetiske og ærens Herre. Ordet Majīd er ikke her brukt i en menneskelig sammenheng og referer ikke til en stor mann. Her er det brukt om Allah og betyr at Han er tilbedelsesverdig og innehaver av en slik prestisje som ingen andre kan oppnå. Hans nåde er uendelig, og Han gir og fortsetter å gi uten utmattelse.

Betydning av Ghāfir-iz-Zanb, bønn trekker til seg forgivelse

Videre sier verset at Han er den som tilgir synd for enhver som bøyer seg framfor ham og søker om tilgivelse for sine feil... All lys mennesker er blitt skjenket er midlertidig. All slags lys, enten religiøst eller åndelig, er blitt gitt for en viss tid, og for å kunne beholde det for lengre tid må en gjøre istighfār. Også profeter gjør istighfār fordi de er klar over dette fenomenet og frykter for at lyset skjenket dem ikke blir fratatt. Istighfār gjør at lyset som er blitt mottatt fra Gud holdes trygt og kan øke. For å oppnå det, er det essensielt å opprettholde de fem daglige bønnene. Under bønn angrer mennesket for sine synder og søker om tilgivelse og bønn er derfor viktig for å kunne dra fordel av istighfār og dette lyset. Bønn er et middel for å søke etter Gud med hele sitt hjerte hver eneste dag. En person med innsikt vet at bønn er en slags mi'raj.

Betydning av istighfār

Istighfār betyr også å kunne holde seg unna en tilsynelatende synd, og at muligheten til å begå en synd ikke oppstår. Med andre ord kan det forklares med at man ikke kommer i en situasjon der synd kan skje, og heller ikke har vilje eller krefter til å begå synd dersom anledningen oppstår. Hemmeligheten bak profetenes istighfār et at de leser det mens de ennå er uskyldige. De leser det for å unngå at muligheten for å begå synd oppstår i framtid.

For vanlige mennesker betyr istighfār å søke tilflukt hos Gud mot de dårlige konsekvensene av synd og forbrytelser de har begått. Det er essesielt for et menneske å alltid utføre istighfār.

Fredagspreken av Khalifatul-Masih V[aba]

Viktigheten av de åpnende vers fra sura Ha-Mim og Ayat Al-Kursi

Hudoor[aba] innledet fredagsprekenen med å resitere de 4 åpnende vers fra sura Al-Mu’min og vers 256 fra sura Al-Baqarah. Oversettelsen av disse versene er som følger:
“I Allahs navn, den mest nåderike, evig barmhjertige. Hâ Mîm (Allah er den lovpriste, den majestetiske). Åpenbaringen av boken er fra Allah, den allmektige, den allvitende. Den som tilgir synd og mottar anger, den sterke i gjengjeldelsen, den gavmilde, det finnes ingen gud unntagen Ham. Til Ham er tilbakevendelsen.” (40: 1-4)

«Allah, det er ingen gud unntagen Ham, den levende, den selvopprettholdende. Slumre rammer Ham ikke, og heller ikke søvn. Ham tilhører det som er i himlene og det som er på jorden. Hvem er den som kan gå i forbønn hos Ham, unntagen ved Hans tillatelse? Han vet hva som er foran dem og hva som er bak dem, og de omfatter intet av Hans viten, unntagen hva Han vil. Hans trone omfatter himlene og jorden, og opprettholdelsen av dem besværer Ham ikke, og Han er den opphøyede, den mektige.” (2:256)
Hadrat Khalifatul-Masih[aba] sa: Disse versene er omtalt i en hadith berettet av Hadrat Abu Hurairah[ra] at den hellige Profeten[sa] sa: "Den som resiterer fra Ha-Mim i sura Al-Mu’min til ‘ilaihi al-maseer’ og så resiterer Ayat al-Kursi om morgenen, vil bli beskyttet til kvelden. Og den som resiterer disse versene om kvelden vil bli beskyttet il morgenen." «Ha Mim» er det andre verset av «Surah al-Mu'min, den første er بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ , og hvis man leser oversettelsen blir betydningen av Rahman og Rahim klart og tydelig.

Utsagn av Den utlovede Messias; Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

Den hellige Koran – Den fullkomne rettledning

Hensikten med Koranen var å redde menneskene ut av barbariet og gjøre dem til virkelige mennesker. Deretter måtte den lære dem en fullkommen moral og gjøre dem til gode mennesker. Og endelig måtte den løfte dem opp til fremskrittets høyeste tinder og gjøre dem til manifestasjoner av de guddommelige egenskaper. Den hellige Koran gir de mest perfekte og fullendte forskrifter på alle disse områder.

Før jeg går i dybden med dette spørsmålet om menneskets tredoble reformasjon, må jeg henlede deres oppmerksomhet på et annet, meget viktig punkt.

Man må alltid ha klart i minnet at Koranen ikke gir oss forskrifter som strider mot sunn fornuft og som mennesket bare kan følge mot sin overbevisning. Forskriftene pålegges heller ikke med tvang. Hele formålet med denne hellige bok, og hensikten med dens lære, er menneskets tredoble reformasjon. Alle andre retningslinjer og forskrifter tjener kun til å nå dette målet. En lege er ved legemlige sykdommer opptatt av å gi rett behandling, - salver, medisiner eller operative inngrep, - til rett tid. På samme måte anvender Den hellige Koranen den lære og midler den foreskriver på rett sted og til rett tid, slik at det hele tiden fører frem mot det egentlige målet. Alle disse moralske lærdommer, forskrifter og doktriner har en altoverskyggende hensikt; de tjener alle til å omdanne mennesket fra det fysiske, barbariske stadium til det moralske, - og derfra videre til det åndelige stadium, et stadium som er grenseløst i sine utviklingsmuligheter.

(Islamske grunntanker s. 23-24)

Hadith

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ لَّا یَشْکُرِالنَّاسَ لَا یَشْکُرِ اللّٰہَ ۔

(ترمذی باب مَا جاء فِی الشکر لمن احسن الیک)

Abu Hurairah (må Allah være tilfreds med ham) beretter at Den hellige Profeten (må Allahs velsignelser og fred være med ham) sa: “Den som ikke er takknemlig mot mennesker, er heller ikke takknemlig overfor Allah.”

(Tirmidhi)

Hadith hentet fra: https://www.alislam.org/library/books/Selected-Sayings-of-Holy-Prophet.pdf, **s. 47**

بسم الله الرحمن الرحيم

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْ مِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ
الْجَبَّا رُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ه

59:24 Han er Allah, det er ingen gud unntagen Ham (alene), Kongen, den Hellige, Den som skjenker fred (og sunnhet), Den som gir sikkerhet, Beskytteren, den Allmektige, den Sterke, den Opphøyde. Hellig er Allah (og fri for enhver mangel, og høyt hevet) over det de setter ved siden (av Ham).

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآ ءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ه

59:25 Han er Allah, Skaperen, Den som påbegynner skapelsen, Den som gir (alle ting) form. Ham tilkommer de skjønneste (og beste) navnene. (Alt) som er i himlene og på jorden lovpriser Ham, og Han er den Allmektige, den Allvise.

Zainab

Amir AMJ Norge

Zahoor Ahmed CH

President Lajna Imaíllah

Norge

Balqees Akhtar

Redaktør Urdu-del

Mansoora Naseer

Redaøtør Norsk-del

Mehrin Shahid

Ramla Haroon

Grafisk design

Zoya Smamah Shahid

Fakiha Choudry

Maham Meenal Naeem

Adresse: BAitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

Kontakt@ahmadiyya.no

INNHOLDSFORTEGNELSE

Vers fra den hellige Koranen **s. 1**

Hadith **s. 2**

Utsagn av Den utlovede Messias **s. 3**

Fredags preken av Khalifatul – Masih V [aba] **s. 4-6**

Renslighet er en del av troen **s. 7-9**

Viktighet og velsignelser ved salat (bønn) **s. 10-13**

Pardiset ligger under morens føtter **s.14-16**

Gud velger khalif **s. 17-18**

Halal, haram og tayyab **s. 19-20**

Zahrawi **s. 21**

Valg av ektefelle **s. 22-23**

Hadrat zainab bint jahshra **s. 24**

Waqfat-e-nau med hadrat khalifatul- masih V [aba]

s. 25-26

Nasirats hjørne **s. 27-31**

ٱلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ ٱللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

Kjære president, Lajna Ima`illah, Norge

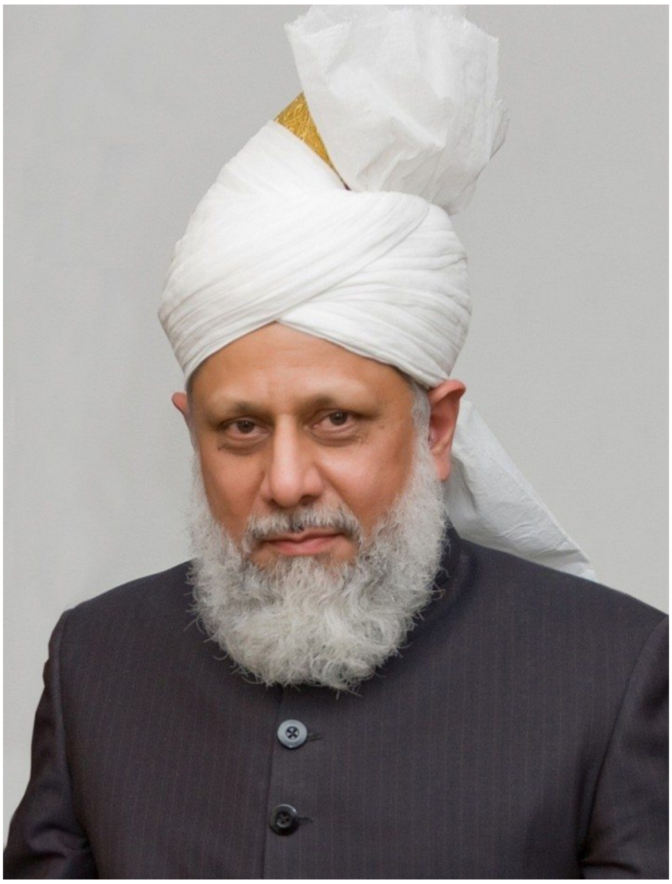

Fred være med dere, samt Allahs barmhjertighet og velsignelser

Jeg har mottatt rapport for mars 2020 og første utkast av bøker for nasirat, jazakumullah-ta'ala.

I denne perioden har det blitt holdt samlinger der taler og tekster om forskjellige sider av profeten Muhammadsa sitt liv ble lest opp; i henhold til forslag fra shora'.
I nasirat samlingene ble uttale og regler for resitasjon av Koranen, hadith og dua fra nasirat pensum lært bort. Hos lokale majalis ble 'Den utlovede Messiasas-dag markert. Publikasjons avdeling utga Zainab sin halvårlige utgave om livet til profeten Muhammadsa. I sammenheng med lajnas 100 års jubileum ble det sendt første utgave av to bøker, Hadrat Noahas og Hadrat Mosesas. Må Gud gjøre disse bøkene nyttige og belønne deres innsats. Amen.

Med vennlig hilsen

Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul-Masih den femte

ZAINAB

April 2020 – Juni 2020

Lajna Ima'illah Norge